معراج المؤمنین

تالیف

مولانا محمد عمران معراج نافع القادری

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 2439799

نام کتاب : معراج المؤمنین

تالیف : مولانا محمد عمران معراج نافع القادری

سن اشاعت : جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ۔ مئی ۲۰۰۸ء

تعداد اشاعت : ۲۷۰۰

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 2439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

فہرست مضامین

پیشِ لفظ

نحمده و نصلّی علی رسوله الكريم

نماز کے موضوع پر ہر زبان میں بہت کچھ لکھا گیا ہے جن میں سے اکثر مسائلِ نماز اور اذکارِ نماز وغیرہا ظاہری اعمال و اقوال پر مشتمل ہے۔ لیکن نماز میں خشوع وخضوع وغیرہا کے باطنی اُمور کے ذکر پر مشتمل تالیفات کم یاب نہیں۔ اس موضوع پر قلم اٹھانے اور اس عنوان پر مختلف کتب میں تحریر شدہ مواد کو یکجا کرنے اور اسے آسان و سہل الفاظ کا جامہ پہنانے اور اسے عوام الناس تک پہنچانے کی ضرورت تھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا عمران معراج نافع القادری صاحب کو توفیق عطا فرمائی کہ ان کے دل میں اس موضوع پر آیات، احادیث، ارشاداتِ صحابہ و تابعین، اقوالِ ائمہ مجتہدین و علماءِ دین جمع کرنے کا خیال پیدا ہوا اور اس طرح یہ کام آسان ہوا۔

یہ رسالہ اگرچہ اس سے قبل طبع ہو چکا ہے مگر مؤلّف موصوف نے اس اشاعت میں اس میں کافی اضافہ کیا اور اسے نئے سرے سے ترتیب دیا اور جمعیت اشاعت اہلسنّت کی کمیٹی شعبہ نشر و اشاعت نے اسے اپنے سلسلہ اشاعت میں شائع کرنے کی اجازت دی، اس کی چند وجوہات ہیں ایک تو یہ ضروری اور اہم موضوع تھا اور اس پر شائع شدہ کتب و رسائل بہت کم ہیں دوسری یہ کہ موصوف ہمارے شعبہ درسِ نظامی کے رات کے مدرسہ میں بحیثیت استاد کے فرائض انجام دیتے ہیں اور پھر دار الافتاء سے تخصص کے سلسلہ میں بھی وابستہ ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے موصوف کی سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس رسالہ کو عوام و خواص کے لئے نافع بنائے۔ آمین

محمد عطاء اللہ نعیمی

(رئیس دار الافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا نور الھدیٰ

معراج المؤمنین

اللہ عزوجل نے قرآن مجید، فرقان حمید میں ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ﴾ (1)

ترجمہ: بے شک نماز بے حیائی اور بُری بات سے روکتی ہے۔

معلوم ہوا کہ نماز بے حیائی اور بُرائی سے رُکنے کا سبب بنتی ہے۔ لیکن! کیا وجہ ہے کہ ہم لوگ نماز پڑھنے کے باوجود، اللہ ﷻ و رسول ﷺ کے احکامات سے رُوگردانی کرنے سے باز نہیں آتے؟ حرام و گناہ اور ممنوعاتِ شرعیہ سے نہیں بچ پاتے؟ ماں باپ کی بے ادبی و نافرمانی بھی کرتے ہیں؟ گالی گلوچ، غیبت، چغلی، فحش گوئی، دل آزاری، لوگوں کی حق تلفی، سود اور رشوت کے لین دین وغیرہ وغیرہ گناہوں میں بھی ملوث رہتے ہیں؟ نیز ٹی وی، وی سی آر، کیبل اور انٹرنیٹ وغیرہ کا غلط استعمال کرتے ہوئے شب و روز بے ہودہ فلموں، ڈراموں کے دیکھنے اور فحش و لچر گانوں کے سننے سے، اپنی آنکھوں اور کانوں کو حرام سے پُر کر کے عذابِ جہنم کے مستحق بنتے رہتے ہیں....؟۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

شرمِ نبی، خوفِ خدا یہ بھی نہیں، وہ بھی نہیں (2)

ہم نماز پڑھنے کے باوجود برائیوں سے باز کیوں نہیں آتے؟ معاذ اللہ کیا قرآنِ مجید کی ذکر کردہ آیتِ مبارکہ سچ نہیں ہے....؟؟ نہیں نہیں!! قرآنِ مجید کی مذکورہ بالا آیتِ پاک بالکل حق اور سچ ہے کہ

1۔ عنکبوت: 45/29

2۔ حدائق بخشش

﴿وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا﴾ (3)

ترجمہ: اور کون ہے جس کی بات اللہ سے زیادہ سچی ہے؟۔

حقیقت تو یہ ہے کہ غلطیاں تو ہمارے اندر ہیں، کہ ہم نماز کو صحیح طریقے سے ادا نہیں کرتے، اور نہ ہی اس کی ظاہری و باطنی شرائط کا خیال رکھتے ہیں، ورنہ ظاہری و باطنی شرائط کے ساتھ ادا کی گئی نماز؛ اپنے پڑھنے والے کو گناہوں سے ضرور بچاتی ہے۔

جیسا کہ صدرُ الافاضل، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1367ھ اپنی شہرۂ آفاق تفسیر ''خزائن العرفان'' میں مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے نقل ہیں کہ:

> ایک انصاری جوان، سید عالم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا، اور بہت سے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کیا کرتا تھا، حضور ﷺ سے اس کی شکایت کی گئی، فرمایا: ''اس کی نماز کسی روز اس کو ان باتوں سے روک دے گی''۔
>
> چنانچہ بہت ہی قریب زمانے میں اس نے توبہ کی اور اس کا حال بہتر ہو گیا۔(4)

جس طرح دواؤں کی مختلف تاثیرات ہیں، اور کہا جاتا ہے کہ فلاں دوا فلاں بیماری کو روکتی ہے، اور واقعتاً ایسا ہوتا بھی ہے، لیکن کب!؟ جب دو باتوں کا التزام کیا جائے:

ایک دوائی کا پابندی کے ساتھ اس طریقے اور شرائط کے ساتھ استعمال کیا جائے، جو اپنے فن میں ماہر حکیم یا ڈاکٹر بتائے۔

دوسرا پرہیز، یعنی ایسی چیزوں سے اجتناب کیا جائے، جو اس دوا کے اثرات کو زائل کرنے والی ہوں۔

اسی طرح نماز کے اندر بھی اللہ عزوجل نے یقیناً ایسی روحانی تاثیر رکھی ہے، کہ یہ

3۔ النساء: 122/4

4۔ تفسیر خزائن العرفان: ص 521، قدرت اللہ کمپنی، لاہور، N.103

انسان کو بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے؛ لیکن اسی وقت، جب نماز کو سنّتِ نبوی ﷺ کے مطابق اُن آداب وشرائط کے ساتھ پڑھا جائے، جو اس کی قبولیت کے لئے ضروری ہیں۔

جبکہ ہماری نمازیں ظاہری و باطنی شرائط سے خالی ہوتی ہیں، اسی لئے اس کے وہ اثرات بھی ہماری طرزِ زندگی میں رُونما نہیں ہو پا رہے، جو قرآن مجید میں بتائے گئے ہیں۔

چنانچہ نماز کے فیوض و برکات کو کماحقّہٗ حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ہم نماز کی ظاہری و باطنی شرائط کا علم حاصل کریں، اور ان پر عمل کریں، تا کہ ہمارا طرزِ زندگی آیتِ قرآنی

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ﴾ (5)

کی عملی تفسیر بن جائے۔

نماز کی ظاہری و باطنی شرائط

نماز کی ظاہری شرائط کا مطلب یہ ہے کہ "نماز کی شرائط، فرائض، واجبات اور سُنن و مستحبات کی ادائیگی کا خیال کرتے ہوئے نماز میں ممنوعہ اور ناپسندیدہ اعمال وافعال یعنی حرام و مکروہِ تحریمی و تنزیہی وغیرہ سے بچا جائے۔ لیکن ان تمام امور سے متعلقہ احکام اور ان کی تفصیل کی یہ مختصر تحریر متحمل نہیں ہو سکتی، اس کیلئے صدرُ الشریعہ حضرت علامہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1367ھ کی مشہورِ زمانہ تصنیفِ لطیف "بہارِ شریعت" کی پہلی جلد میں سے حصہ دوم، سوم اور چہارم کا مطالعہ فرمائیں یا حضرت مولانا عبد الستار ہمدانی مدّ ظلہ العالی کی تالیف کردہ کتاب "مومن کی نماز" ملاحظہ فرمائیں۔ نیز اس سلسلے میں راقم الحروف کی جامع و منفرد اور مفید ترین تحریر "اَلْمَسَائِلُ النَّافِعَةُ فِي الصَّلٰوةِ الْكَامِلَةِ" المعروف "نمازِ کامل" کا مطالعہ بھی بہت نافع رہے گا، ان شاء اللہ عزوجل۔

نماز کی باطنی شرائط میں علمائے کرام نے اخلاص، طہارتِ قلب، رزقِ حلال اور خشوع و خضوع کو خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ ہم اس تحریر میں ان میں سے فقط مؤخر الذکر پر قدرے

5۔ عنکبوت: 45/29

تفصیلی روشنی ڈالیں گے، کہ یہ تحریر بالخصوص اسی سے متعلق ہے۔ اوّل الذکر تینوں خصوصیات کا تفصیلی بیان ملاحظہ کرنے کیلئے حجۃ الاسلام، امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی متوفی 505ھ کی تصانیف "احیاء العلوم" اور "کیمیائے سعادت" ملاحظہ فرمائیں۔

خشوع وخضوع کی تعریف

علمائے کرام فرماتے ہیں:

"خشوع" بدن میں عاجزی اور "خضوع" دل میں گڑگڑانے کا نام ہے۔

جبکہ حضرت علامہ سید علی بن محمد بن علی شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 816ھ کا قول ہے:

اَلْخُشُوْعُ وَالْخُضُوْعُ وَالتَّوَاضُعُ بِمَعْنًى وَاحِدٍ

یعنی خشوع وخضوع اور تواضع ایک ہی معنی میں ہیں۔

اور اہلِ حقیقت کی اصطلاح میں "خشوع" حق کیلئے جُھک جانے کا نام ہے، نیز "خاشع" وہ شخص کہلائے گا جو اپنے دل اور جوارح (جسمانی اعضاء) کے ساتھ اللہ عزوجل کیلئے تواضع اختیار کرے۔ (6)

حضرت علامہ سید محمد بن محمد حسینی زبیدی الشہیر بمرتضی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1205ھ فرماتے ہیں:

> خشوع ایک ایسی معنوی کیفیت ہے جو نفس کے ساتھ قائم ہوتی ہے، اور یہ اس تصور کو کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے احوال پر مطلع ہے ذہن میں حاضر رکھنے سے پیدا ہوتی ہے، پھر اس سے اطراف یعنی انسانی اعضاء میں ایک ایسا سکون پیدا ہوتا ہے، جو مقصودِ عبادت کے ملائم ہوتا ہے۔ (7)

6۔ التعریفات: ص 85، دار الکتاب العربی، بیروت 1423ھ۔ 2002م

7۔ اتحاف السادۃ المتقین، ج 3، ص 269، دار الکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ الثالثہ، 1422ھ۔ 2002م

حضرت علامہ سید محمد بن محمد حسینی زبیدی الشہیر بمرتضٰی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

خشوع کیا ہے..؟ اس میں ان کا اختلاف ہے، سلف میں سے ایک جماعت نے کہا کہ: نماز میں خشوع یہ ہے کہ اس میں سکون اختیار کیا جائے۔

اور امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح السنۃ" میں فرمایا ہے کہ:

خشوع خضوع سے قریب ہے لیکن فرق یہ ہے کہ خضوع بدن میں اور خشوع اس کے منہ، آنکھ اور آواز میں ہوتا ہے۔

اور ایک صاحب نے کہا:

خشوع حق کے لیے جھک جانے کا نام ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ: وہ قلب میں دائمی خوف کا نام ہے۔

ابو البقاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

وہ کسرِ نفسی، خود کو حقیر جاننا اور قلب و اعضاء کے ساتھ اللہ عزوجل کے لیے تواضع کرنے کا نام ہے۔

پس اس معاملے میں ان کی عبارات مختلف ہیں۔ اور اختلاف کی بنیاد اس پر ہے کہ یہ اعمالِ قلب میں سے ہے یا اعمالِ جوارح میں سے...؟ اور ایک سے زیادہ ائمہ نے اس بات پر جزم کیا ہے کہ یہ اعمالِ قلب میں سے ہے۔ چنانچہ "شرح مہذب" میں ہے کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت علی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں "خشوع دل میں ہوتا ہے"۔ پس جب یہ قول اسی طرح ہو تو خشوع کا معنی اس شخص کا بارگاہِ الٰہی میں خشیت کے ساتھ حاضر ہونا ہے، چنانچہ یہ حضورِ قلب کے مترادف ہو جائے گا۔"(8)

8۔ اتحاف السادۃ المتقین، ج3، ص 170۔171، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الثالثہ، 1422ھ۔2002م

امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں:

لفظِ "خشوع" کی تفسیر و وضاحت میں مفسرین کی مختلف آراء ہیں۔ چنانچہ بعض نے اسے قلبی احوال میں شمار کیا ہے، جیسے خوف اور گھبراہٹ۔ اور بعض نے اسے ظاہری اعضاء کے افعال میں سے مانا ہے، جیسے اعضاء کا پُرسکون ہونا اور دائیں بائیں توجہ کرنے کو ترک کرنا۔ جبکہ دیگر علماء نے اسے قلبی احوال و ظاہری اعضاء کے افعال، دونوں کا جامع قرار دیا ہے، اور یہی زیادہ اَولٰی ہے۔(9)

خشوع وخضوع کی اہمیت

امام فخر الدین رازی شافعی فرماتے ہیں:

"اگر کہا جائے کہ کیا آپ اس (خشوع وخضوع) کے، نماز میں واجب (10) ہونے

9۔ تفسیر کبیر، ج8، ص 259، دار احیاء التراث العربی، بیروت

10۔ اگرچہ امام فخر الدین رازی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں واجب کو مطلق طور پر ذکر کیا ہے، لیکن یہاں اس سے مراد وہ شرعی واجب نہیں ہے جس کے رہ جانے سے نماز کا اعادہ یا سجدۂ سہو واجب ہو، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ نماز کی کماحقُّہ برکتیں حاصل کرنے کے لیے نماز میں خشوع وخضوع لازمی وضروری ہے۔

حضرت علامہ سید محمد بن محمد حسینی زبیدی الشہیر بمرتضٰی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۰۵ھ فرماتے ہیں:
خشوع کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، اکثر علماء نے اسے نماز کی سُنن میں شمار کیا ہے اور اسی راستے پر امام رافعی، امام نووی اور اکثر اصحاب چلے ہیں۔ اور عارفین میں سے ابو طالب مکی علیہم الرحمہ وغیرہم نے اسے نماز میں شرط ٹھہرایا ہے اور مصنف (یعنی امام غزالی) نے اسی پیمان لوگوں کی موافقت اختیار کی ہے، جیسا کہ اس کتاب (احیاء العلوم) کے سیاق میں اس کی صراحت کی ہے اور اس قدر انہوں نے کتاب وسنت سے سمجھا ہے، چنانچہ انہوں نے نماز میں اسے شرط ٹھہرائے جانے کو ترجیح دی ہے۔
لیکن فقہاء کا ذکر کردہ راجح قول یہی ہے کہ فقہی اعتبار سے خشوع وخضوع نماز میں سنت ہے۔

کے قائل ہیں؟تو ہمارا جواب یہ ہے کہ بے شک ہمارے نزدیک یہ واجب ہے، اور ہمارے اس مؤقف پر مندرجہ ذیل چند اُمور دلالت کرتے ہیں:

۱۔ اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے:

﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا﴾ (11)

ترجمہ: تو کیا وہ قرآن میں غوروفکر نہیں کرتے؟ یا بعضے دلوں پر ان کے تالے پڑے ہیں۔

اور تدبر یعنی غوروفکر، معنی پر واقف ہوئے (جانے) بغیر متصور نہیں ہوسکتا۔

اور ایسے ہی اللہ عزوجل کا فرمان عالی شان ہے:

﴿وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا﴾ (12)

ترجمہ: اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

اس آیت کا معنی بھی یہ ہے کہ قرآن کے عجائب و معانی پر واقفیت حاصل کرو۔

۲۔ اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے:

چنانچہ علامہ آلوسی بغدادی فرماتے ہیں۔خشوع اجزائے نماز کے لیے شرط نہیں ہے۔ہاں! قبولِ صلاۃ کے لیے شرط ہے۔(تفسیر روح المعانی، الجزء (18)، سورۃ المؤمنون، ص 282، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعۃ الأولی ۱۴۲۰ ھ۔ ۱۹۹۹م) ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں:شوافع کے مذہب کے مطابق نماز میں خشوع وخضوع سنت ہے"۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج 2، ص 932، مکتبۃ رشیدیہ سرکی روڈ، کوئٹہ)۔مزید اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: جمہور علماء کے نزدیک نماز میں خشوع وخضوع شرط نہیں بلکہ سنت ہے۔ (التفسیر المنیر، المجلد (18)، سورۃ المؤمنون، ص 320، دار الفکر، بیروت) اسی طرح احناف کے نزدیک بھی خشوع مندوباتِ صلوۃ یعنی مستحبات نماز میں سے ہے جیسا کہ "فتاویٰ عالمگیری" میں اس کی صراحت کی گئی ہے۔(ج 1، ص 80، قدیمی کتب خانہ کراچی)

11۔ محمد: 24/47

12۔ المزمل: 4/73

﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِكْرِیْ﴾ (13)

ترجمہ: اور میری یاد کیلئے نماز قائم رکھ۔

آیت میں امر (حکم) کا ظاہر وجوب کے لئے ہے، اور غفلت 'یاد' کی ضد ہے۔پس جو شخص اپنی پوری نماز میں غفلت کا شکار رہا، وہ نماز کو اللہ عزوجل کی یاد کے لیے قائم کرنے والا کیسے ہوگا؟؟۔

۳۔ اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے:

﴿وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ﴾ (14)

ترجمہ: اور غافلوں میں سے نہ ہوجانا۔

اور نہی کا ظاہر تحریم کے لیے ہے۔

۴۔ اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ﴾ (15)

ترجمہ: اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ، جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو۔

اللہ عزوجل کا یہ فرمان ﴿حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ﴾ نشے کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع کرنے کی وجہ بیان کرنے کے طور پر ہے؛ اور یہ اُمورِ دنیا کی سوچوں کے نشہ میں مستغرق غافل کو بھی شامل ہے۔

۵۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے:

13۔ طٰہٰ: 14/20

14۔ اعراف: 205/7

15۔ النساء: 43/4

"اِنَّمَا الْخُشُوْعُ لِمَنْ تَمَسْكَنَ وَتَوَاضَعَ" (16)

ترجمہ:خشوع وخضوع اسے ہی حاصل ہوگا، جوسکون واطمینان اور تواضع اختیار کرے۔

اور''اِنَّمَا'' کالفظ حصر کے لئے ہے۔(یعنی اس بات کی تاکید کو واضح کرنے کے لیے ہے کہ نماز میں خشوع وخضوع اسی شخص کو حاصل ہوتا ہے جو نماز میں اطمینان وسکون اختیار کرتا ہے)

ایک مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ لَمْ تَنْهَهُ صَلَاتُهُ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ، لَمْ يَزْدَدْ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا بُعْدًا (17)

ترجمہ: جس شخص کو اس کی نماز بے حیائی اور برائی سے نہ روکے، اسے اللہ تعالی سے دُوری کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

اور (خشوع وخضوع سے) غافل شخص کی نماز، اسے بے حیائی سے منع نہیں کر پاتی۔

ایک دوسرے مقام پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"كَمْ مِنْ قَائِمٍ حَظُّهُ مِنْ صَلَاتِهِ التَّعَبُ وَالنَّصَبُ" (18)

ترجمہ: کتنے ہی (نماز میں) قیام کرنے والے ایسے ہیں، کہ جنہیں ان کی نماز سے تھکاوٹ اور مشقت کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

اور اس سے آپ ﷺ کی مراد ''غافل'' ہی ہے۔نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ

16۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ و مهماتها، الباب الثالث، بیان اشتراط الخشوع و حضور القلب، ص 212، المکتبۃ التجاریۃ دارالخیر، بیروت

17۔ مجمع الزوائد، ج2، ص 258، دارالکتاب العربی، بیروت 1402ھ

18۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ ومهماتها، الباب الثالث، بیان اشتراط الخشوع و حضور القلب، ص 212، المکتبۃ التجاریۃ دارالخیر، بیروت

"لَيْسَ لِلْعَبْدِ مِنْ صَلَاتِهِ اِلَّا مَا عَقَلَ مِنْهَا" (19)

ترجمہ: بندے کے لئے نماز سے وہی کچھ ہے، جسے وہ سمجھ کر ادا کرتا ہے۔

۶۔ حجۃ الاسلام، امام غزالی فرماتے ہیں:

نماز پڑھنے والا اپنے رب عزوجل سے مناجات کررہا ہوتا ہے، جیسا کہ اس کے بارے میں حدیث وارد ہوئی ہے: اَلْمُصَلِّي يُنَاجِيْ رَبَّهُ، (20)
اور غفلت کے ساتھ کلام کرنا، یقیناً مناجات نہیں کہلا سکتا۔

۷۔ فقہاء کرام کے مابین 'اکیلے.. یا.. جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے 'سلام پھیرتے وقت کی نیت کے سلسلے میں اختلاف ہے، کہ'' آیا وہ فقط حاضرین کی نیت کرے گا یا غائبین یعنی غیر موجود لوگوں اور موجودین، دونوں کی''؟!۔

پس جب ''سلام'' جو کہ نماز کے آخر میں ہے، اس کے معنی میں تدبُّر کرنے کی طرف محتاجگی ہوئی، تو تکبیر وتسبیح 'جو کہ نماز کی اشیاءِ مقصودہ ہیں' کے معنی میں غوروفکر کرنے کی طرف محتاجگی بطریق اولی ہوگی''۔(21)

امام فخرالدین رازی شافعی کی اس گفتگو سے معلوم ہوا کہ نماز کو خشوع وخضوع اور حضورِ قلب کے ساتھ ادا کرنا بہت ضروری ہے، کیونکہ یہی چیز نماز کی قبولیت کا سببِ اصلی ہے۔

جیسا کہ امام غزالی فرماتے ہیں:

پچھلی کتابوں میں اللہ تعالی سے روایت کیا گیا کہ:

''میں ہر نمازی کی نماز قبول نہیں فرماتا، بلکہ اسی کی نماز قبول کرتا ہوں،

19۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ و مهماتها، الباب الثالث، بیان اشتراط الخشوع وحضور القلب، ص 212

20۔ صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب المصلی یناجی ربه، ص 180، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ 1418ھ 1997م

21۔ تفسیر کبیر، ج8، ص 259، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت

جو میری بڑائی کے سامنے تو اضع اختیار کرتا ہے، میرے بندوں پر تکبر نہیں کرتا، اور میری رضا کی خاطر بھوکوں کو کھانا کھلاتا ہے''۔(22)

حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''خَمْسُ صَلَوَاتٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ،مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْئَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَاَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يَّغْفِرَلَه،وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ،اِنْ شَاءَ غَفَرَلَهُ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ'' (23)

ترجمہ: پانچ نمازیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے، جس نے ان کا وضو احسن طریقے سے کیا، اور انہیں ان کے وقت میں ادا کیا، اور ان کے رکوع خشوع کو مکمل کیا، اس کے لیے اللہ تعالیٰ پر عہد ہے کہ وہ اس کی مغفرت فرمادے، اور جس نے ایسا نہ کیا تو اس کا اللہ تعالیٰ پر کوئی عہد نہیں، چاہے تو اس کی مغفرت فرمادے چاہے تو اس کو عذاب دے

نبیٔ اکرم ﷺ ایسے دل سے پناہ مانگا کرتے تھے جو خشوع وخضوع سے آراستہ نہ ہو، چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ:

''اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ :''اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّايَنْفَعُ ،وَمِنْ قَلْبٍ لَّايَخْشَعُ،وَمِنْ نَفْسٍ لَّاتَشْبَعُ ،وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّايُسْتَجَابُ لَهَا،وَيَقُوْلُ فِيْ آخِرِذٰلِكَ ''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ

22۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ ومهماتها، الباب الاول ،فضیلة الخشوع، ص 200،المكتبة التجارية دارالخير،بيروت

23۔ مشكوٰة المصابيح مع شرحه مرقاة المفاتيح ،رقم الحديث 570، ج2، ص 254، دارالكتب العلميه بيروت، الطبعة الاولىٰ 1422ھ۔ 2001م

اَعُوْذُبِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعِ'' (24)

ترجمہ: بے شک نبیٔ کریم ﷺ اللہ عزّ وجل کی بارگاہِ عالی میں عرض کیا کرتے، اے اللہ عزّ وجل! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے، ایسے دل سے جو خشوع اختیار نہ کرے، ایسے نفس سے جو کبھی سیر نہ ہو اور ایسی دعاء سے جو مستجاب نہ ہو، اور اس کے آخر میں عرض کرتے، اے اللہ! میں ان چاروں سے تیری پناہ چاہتا ہوں''۔

حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اِنَّ الرَّجُلَيْنِ مِنْ اُمَّتِيْ لَيَقُوْمَانِ اِلَى الصَّلَاةِ وَرُكُوْعُهُمَا وَسُجُوْدُهُمَا وَاحِدٌوَاِنَّ مَابَيْنَ صَلَاتَيْهِمَامَابَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ''

ترجمہ: ''میری اُمّت سے دو آدمی نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں، ان کے رکوع وسجود ایک جیسے ہوتے ہیں، لیکن ان کی نمازوں کے درمیان آسمان وزمین کے درمیان جتنا فاصلہ ہوتا ہے''۔

اس کے تحت امام غزالی فرماتے ہیں:

اس حدیث میں آپ نے خشوع کی طرف اشارہ فرمایا ہے (یعنی خشوع کی وجہ سے ایک کی نماز دوسرے کی نماز سے افضل ہے''۔(25)

حضرت نعمان بن مُرّہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :مَاتَرَوْنَ فِي الشَّارِبِ وَالسَّارِقِ

24۔ الجامع لشعب الايمان ،رقم الحديث 1643، ج3، ص 275، مكتبة الرشد،رياض سعودى عرب ،الطبعة الاولىٰ 1423ھ۔2003م

25۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومهماتها،الباب الاول ،فضیلة اتمام الاركان، ص 197، المكتبة التجارية دارالخير،بيروت

وَالزَّانِیْ...؟(قَالَ: وَذٰلِکَ قَبْلَ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْهِمْ)قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ. قَالَ: هُنَّ فَوَاحِشُ وَفِیْهِنَّ عُقُوْبَةٌ وَاَسْوَءُ السَّرِقَةِ الَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهٖ،قَالُوْا: کَیْفَ یَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهٖ؟قَالَ لَایُتِمُّ رُکُوْعَهَا وَلَاسُجُوْدَهَاوَلَاخُشُوْعَهَا" (26)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے) ارشادفرمایا: شرابی، چوراورزانی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے....؟(راوی کہتے ہیں کہ یہ ان افعال کے بارے میں (احکام) نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اوراس کارسول بہتر جانتے ہیں۔آپ نے ارشادفرمایا: یہ سب فواحش ہیں اوران میں عقوبت (براانجام) ہے۔اورسب سے بُراچوروہ ہے جواپنی نمازمیں چوری کرے۔صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: وہ اپنی نمازمیں کس طرح چوری کرتا ہے..؟ آپ نے ارشادفرمایا: وہ اس (نماز) کے رکوع، سجوداورخشوع کومکمل نہیں کرتا۔

حضرت ابوقتادہ ﷺ سے مروی حدیث میں ہے:

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: اَسْوَءُ النَّاسِ سَرِقَةَ الَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهٖ، قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَکَیْفَ یَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهٖ، قَالَ: لَایُتِمُّ رُکُوْعَهَاوَلَاسُجُوْدَهَا" (27)

رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: لوگوں میں بدترین چوروہ ہے، جواپنی

26۔ مشکوۃ، کتاب الصلوۃ، باب الرکوع، الفصل الثالث،رقم الحدیث 886، ج4، ص 559، دارالکتب العلمیہ،بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1422ھ۔ 2001م

27۔ مشکوۃ المصابیح، کتاب الصلوۃ ،باب الرکوع، رقم الحدیث 885، ج4،ص 558، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1422ھ۔ 2001م

نمازمیں چوری کرے' عرض کیا گیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! نماز کاچورکون ہے؟ فرمایا: (وہ جونماز کے) رکوع اورسجدے پورے نہ کرے۔

مُفَسِّر شہیر، حکیم الامت مفتی احمدیارخان نعیمی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

معلوم ہوا، مال کے چورسے نماز کاچوربدتر ہے، کیونکہ مال کاچوراگرسزا پوری پاتا بھی ہے،تو کچھ نہ کچھ نفع بھی تو اٹھا ہی لیتا ہے۔مگرنماز کاچورسزاپوری پائے گا (اور) اس کیلئے نفع کی کوئی صورت نہیں، مال کا چوربندے کاحق مارتا ہے، جبکہ نماز کاچوراللہ عزوجل کاحق۔نیز مال کاچوریہاں سزاپاکرآخرت سے بچ جاتا ہے،مگرنماز کے چور میں یہ بات نہیں ہے، نیزبعض صورتوں میں مال کے چور کومالک معاف کر سکتاہے، لیکن نماز کے چوری معافی کی کوئی صورت نہیں، خیال کرو کہ جب ناقص پڑھنے والوں کایہ حال ہے، تو جوسرے سے پڑھتے ہی نہیں ان کاکیا حال ہے...!۔پھرجوکُل یا بعض نمازوں کے مُنکرہوچکے جیسے بھنگی پوستی فقیراورچکڑالوی وغیرہم ان کاکیاپوچھنا!!۔(28)

حضرت علامہ سیدمحمدبن محمدحسینی مرتضیٰ زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ فرماتے ہیں:

علامہ مناوی نے علامہ طیبی کے حوالے سے نقل کیاہے کہ انہوں نے چوری کرنے والوں کی دوقسمیں بیان کیں، متعارف اورغیرمتعارف۔ اورغیرمتعارف ان چیزوں میں سے ہے جوطمانیت اورخشوع میں کمی کردیتے ہیں۔پھرآپ نے غیرمتعارف کومتعارف سے بُراقراردیا، اوراس کے زیادہ برے ہونے کی وجہ یہ ہے کہ چوراگرغیرکے مال کو

28۔ مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج2ص 78،مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز،اردوبازار،لاہور

اٹھاتا ہے تو دنیا میں نفع بھی پالیتا ہے، یا صاحبِ مال سے اپنے لیے مال کی حِلّت مانگ لیتا ہے، یا اسے حد لگائی جاتی ہے تو وہ عذابِ آخرت سے نجات پالیتا ہے۔ برخلاف اس غیرِ متعارف چوری کرنے والے شخص کے، کہ یہ اپنے نفس کے حق یعنی ثواب کی چوری کرتا ہے اور اسے عقبیٰ یعنی آخرت میں ثواب سے عذاب میں بدل ڈالتا ہے۔(29)

نبیٔ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَایَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰی صَلَاةٍ لَایَحْضُرُ الرَّجُلُ فِیْهَا قَلْبُهٗ مَعَ بَدَنِهٖ"

یعنی، "اللہ تعالیٰ اس نماز کی جانب نظر نہیں فرماتا، جس میں بدن کے ساتھ بندے کا دل بھی حاضر نہ ہو"۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الصَّلٰوةِ الْمَکْتُوْبَةِ کَمَثَلِ الْمِیْزَانِ مَنْ اَوْفٰی اسْتَوْفٰی" (30)

یعنی ،فرض نماز کی مثال میزان کی سی ہے، جو پورا کرے گا اسے پورا ملے گا"۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود ﷛ فرماتے ہیں:

"نماز، ناپنے کا ایک پیمانہ ہے، تو جس نے اس میں کمی کی تو وہ جان لے اس بات کو جو اللہ عزوجل نے کمی کرنے والوں کے بارے میں ارشاد فرمائی ہے۔(31)

29۔ اتحاف السادة المتقین، ج3، ص 21، دارالکتب العلمیه، بیروت، الطبعة الثالثه 1422ھ۔ 2002م

30۔ الترغیب والترھیب ج1ص 351، فصل فیمایفسد الصوم

31۔ احیاء۔ ص 197۔ (وہ آیت مبارکہ یہ ہے ﴿وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ﴾ ترجمہ: خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جو ناپ تول میں کمی کرنے والے ہیں۔ سورہ مطففین، آیت 1)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایا:

"لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی جَنَّةَ عَدْنٍ وَّخَلَقَ فِیْهَا مَالَا عَیْنٌ رَّأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ، قَالَ لَهَا: تَكَلَّمِیْ، فَقَالَتْ: ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ o الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴾ (32)

ترجمہ: "جب اللہ تعالیٰ نے جنتِ عدن کو پیدا فرمایا، اور اس میں ایسی چیزیں پیدا فرمائیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا، اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا، تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا: اے جنت عدن! کلام کر" تو اس نے تین بار کہا: ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ o الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴾

ترجمہ: تحقیق اُن ایمان والوں نے فلاح پائی، جو اپنی نمازوں میں خشوع (وخضوع) اختیار کرتے ہیں"۔(33)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم ﷛ نے فرمایا:

"اسلام کی حالت میں انسان کے رُخساروں پر سفیدی آجاتی ہے (یعنی اس کی داڑھی سفید ہو جاتی ہے) لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے لئے نماز کو مکمل نہیں کرتا، پوچھا گیا، وہ کیسے؟ تو آپ نے فرمایا: "وہ اس کے خشوع اور تواضع کو پورا نہیں کرتا اور نہ ہی نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے"۔(34)

32۔ مؤمنون: 1,2/23

33۔ عوارف المعارف، الباب السادس والثلاثون، ص 178، دارالکتب العلمیه، بیروت

34۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومهماتها، الباب الثالث، حکایات واخبار فی صلاة الخاشعین، ص 227، المکتبة التجاریة دارالخیر، بیروت

حضرت ابن عباس ﷺ فرماتے تھے:

''غور و فکر کے ساتھ دو رکعتیں ادا کرنا، رات بھر کی ایسی عبادت سے بہتر ہیں، جس میں دل غافل ہو''۔(35)

کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک پیغمبر علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ:

''اے میرے پیغمبر! جب تم نماز پڑھو تو مجھے اپنے قلب کا خشوع و خضوع، اپنے جسم کی نیازمندی اور اپنی آنکھوں کے آنسو نذر میں پیش کرو، اس وقت مجھے تم اپنے قریب پاؤ گے''۔(36)

اللہ عزوجل نے بنی اسرائیل کے ایک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی قوم سے فرما دیں:

''تم اپنے بدنوں کے ساتھ (میری بارگاہ میں) حاضر ہوتے ہو، اور اپنی زبانیں مجھے دیتے ہو، لیکن دلوں کے ساتھ مجھ سے غائب ہوتے ہو، تم جس طرح (میری طرف) متوجہ ہوتے ہو، وہ باطل ہے''۔(37)

نماز کے چار شعبے بتائے گئے ہیں:

اول: محراب میں جسم کی موجودگی

دوم: اللہ تعالیٰ کے حضور میں عقل و شعور کے ساتھ حاضر ہونا

سوم: دل کا خشوع و خضوع کے ساتھ ہونا ..اور

چہارم: ارکان نماز میں خشوع کا ہونا۔

35۔ احیاء علوم الدین ، کتاب اسرار الصلاۃ ومھماتھا، الباب الاول، فضیلۃ الخشوع، ص 201

36۔ عوارف المعارف، الباب السادس والثلاثون ،ص 179

37۔ احیاء علوم الدین ، کتاب اسرار الصلاۃ ومھماتھا،الباب الثالث حکایات واخبار فی صلاۃ الخاشعین ص 229

حضورِ قلب سے حجابات اٹھ جاتے ہیں، شہودِ عقل سے عتاب رفع ہو جاتا ہے، حضورِ نفس سے (رحمت و کرم کے) دروازے کھل جاتے ہیں، اور ارکانِ نماز میں خشوع و خضوع سے ثواب کا حصول ہوتا ہے۔

لیکن! جو نمازی بغیر حضورِ قلب نماز ادا کرتا ہے، وہ ایک غافل نمازی ہے، جو شخص شہودِ عقل کے بغیر نماز ادا کرتا ہے وہ بے پرواہ نمازی ہے، جس نمازی میں خضوعِ نفس نہیں ہوتا، وہ خطا کار نمازی ہے، اور جو خضوعِ ارکان کے بغیر نماز پڑھتا ہے، وہ غلط کار نمازی ہے۔ اور جو نمازی اُوپر ذکر کردہ ان تمام اچھی خوبیوں اور اَوصاف کے ساتھ نماز پڑھتا ہے، وہ ایک کامل نمازی ہے''۔(38)

حضرت ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نماز کے تین اوصاف ہیں اور جس نماز میں ان تین اوصاف میں سے کوئی وصف نہ ہو، وہ نماز نہیں ہے (۱) اخلاص (۲) خشوع، (۳) اللہ کا ذکر، پس اخلاص اس کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور خشوع و خشیت اس کو بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، اور اللہ کا ذکر یعنی قرآن کا پڑھنا اس کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور بُرائی سے روکتا ہے۔(39)

حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جو شخص نماز میں خشوع نہیں کرتا، اس کی نماز فاسد (بے فائدہ) ہے''۔(40)

38۔ عوارف المعارف،الباب الثامن والثلاثون ،ص 190

39۔ تفسیر درمنثور، سورہ مؤمنون آیت 1، ج6، ص 410، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ ، 1412ھ۔ 2001م

40۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ ومھماتھا، الباب الاول، فضیلۃ الخشوع، ص 213، المکتبۃ التجاریۃ دارالخیر بیروت

ماقبل ذکر کردہ آیات واحادیث اورآثار واقوال کی روشنی میں معلوم ہوا کہ نماز میں قلب و جوارح کی یکسوئی اورانہماک بہت ضروری ہے، تا کہ ہماری نمازیں مقبول بارگاہ ہوکر ہمارے لئے بلندی درجات کا سبب ہیں؛ وگرنہ وہ نمازیں جوظاہری وباطنی شرائط سے عاری وخالی ہوں ،وہ درجہ مقبولیت تک نہیں پہنچ پاتیں بلکہ اس طرح نمازیں پڑھنے سے اللہ عزوجل ناراض ہوتا ہے۔جیسا کہ ایسے لوگوں کے بارے قرآن مجید فرقان حمید میں فرمان خداوندی ہے:

﴿ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلوتِهِمْ سَاهُوْنَ﴾ (41)

ترجمہ: پس بربادی ہےان نمازیوں کے لیے، جواپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں''۔

تفاسیر میں مذکور ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جونماز یا تو پڑھتے ہی نہیں، یا پہلے پڑھتے رہے پھر سُست ہو گئے، یا نماز کواس کے اپنے مسنون وقت میں نہیں پڑھتے، یا بلاوجہ شرعی تاخیر سے پڑھنے کواپنا معمول بنائے ہوئے ہیں۔

اوراسی طرح سُستی وغفلت برتتے ہوئے، قصداً خشوع وخضوع کے ساتھ نماز نہ پڑھنے والوں کوبھی بعض مفسرین نے اس آیت کی وعید شدید میں داخل کیا ہے۔(42)

اے اللہ عزوجل!ان آیات واحادیث اورآثار واقوال سے سبق وعبرت حاصل کرتے ہوئے ہمیں اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کی توفیق رفیق عطافرما۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

خشوع وخضوع کی فضیلت

جونماز خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کی جائے، وہ اللہ عزّ وجلّ کو بہت محبوب ہے، اور ایسے لوگوں کوقرآن مجید میں فلاح وکامرانی کی نوید سنائی گئی ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

41۔ الماعون: 5,4/107

42۔ تفسیر سراج منیر، سورۃالماعون، ج4، ص 693 ، دارالکتب العلمیہ بیروت،الطبعۃ الاولیٰ 1425ھ۔2004م

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴾ (43)

ترجمہ: تحقیق فلاح پائی ان ایمان والوں نے، جواپنی نمازوں میں خشوع (وخضوع) اختیار کرنے والے ہیں۔

ایسے ہی دیگر کامیاب لوگوں کی صفات ذکر کرنے کے بعد، اللہ تعالیٰ نے ان سب کیلئے یہ مژدہ جانفزا بیان فرمایا کہ:

﴿اُولٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ﴾ (44)

ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جو کہ فردوس کے وارث ہوں گے، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

معلوم ہوا کہ دنیا وآخرت میں فلاح وکامرانی اورکامیابی کے حصول، نیز جنت کی سرمدی وابدی نعمتوں کا حق دار بننے کیلئے دیگر اعمال صالحہ کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع کوبھی لازم اختیار کرنا چاہئے۔

احادیث میں بھی نماز میں خشوع وخضوع اختیار کرنے کے فضائل بیان فرمائے گئے ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ:

"مَامِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوْبَةٌ فَيُحْسِنَ وُضُوْئَهَا وَخُشُوْعَهَا وَرُكُوْعَهَا اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَاقَبْلَهَامِنَ الذُّنُوْبِ،مَالَمْ تُؤْتَ كَبِيْرَةٌ وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ" (45)

43۔ المؤمنون: 23/ 2,1

44۔ المؤمنون: 23/ 10-11

45۔ صحیح مسلم، رقم الحدیث 228۔ ج3، ص.... دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1421ھ۔ 2001م

یعنی، جس مسلمان شخص پر فرض نماز کا وقت آئے وہ اس نماز کا اچھی طرح وضو کرے اور نماز میں اچھی طرح خشوع و رکوع کرے تو وہ نماز اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے جب تک کہ وہ کسی کبیرہ کا ارتکاب نہ کرے اور یہ سلسلہ تمام دہر (زمانے) تک رہتا ہے"۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فَإِنْ قَامَ وَصَلّٰی فَحَمِدَاللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَيْهِ وَمَجَّدَهُ بِالَّذِیْ هُوَاَهْلُهُ وَفَرَّغَ قَلْبَهُ انْصَرَفَ مِنْ خَطِيْئَتِهِ كَيَوْمٍ وَّلَدَتْهُ اُمُّهُ" (46)

یعنی، پس اگر اس نے قیام کیا اور نماز ادا کی، اللہ عزوجل کی حمد و ثناء کی اور ان الفاظ میں اس کی بزرگی بیان کی جن کا وہ اہل ہے، نیز اس نے اپنے دل کو (تصورِ غیر سے) خالی کر لیا، تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا جیسا کہ اس دن وہ تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا"۔

ایک دوسرے مقام پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"..... مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَوُضُوْئِیْ هٰذَاثُمَّ صَلّٰی رَكْعَتَيْنِ لَايُحَدِّثُ فِيْهِمَانَفْسَهُ بِشَيْئٍ غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" (47)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یعنی، "جس نے میرے اس وضو جیسا وضو کیا، پھر دو رکعتیں اس طرح پڑھیں کہ ان میں اپنے نفس سے کوئی دنیوی بات نہیں کی، تو اسکے گزشتہ

46۔ صحیح مسلم، رقم الحدیث 832۔ ج6، ص.... دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الاولیٰ 1421ھ۔ 2001م

47۔ کنز العمال فی سنن الاقوال، کتاب الصلاۃ، قسم الاقوال، الباب الاول، الفصل الثانی، رقم 18945، ج7، ص 119، دار الکتب العلمیہ الطبعة الثانیة 1424ھ۔ 2004م

گناہ معاف کر دیئے جائیں گے"۔

نوٹ: نماز میں غیر اختیاری طور پر آنے والے خیالات، اور بے خیالی میں ان کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے نماز میں بھول جانے پر کوئی پکڑ نہیں، جبکہ اختیاری طور پر لائے جانے والے دنیاوی خیالات؛ شرعاً قابل مؤاخذہ ہیں۔

نماز میں خشوع و خضوع کی مذکورہ بالا اہمیت و فضیلت کے پیشِ نظر ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنی نمازوں کو ظاہری شرائط و آداب اور دیگر باطنی شرائط کے ساتھ ساتھ خشوع سے بھی آراستہ کرے، کیونکہ انہی اُمورِ حسنہ پر نماز کی قبولیت کا مدار ہے، اور جس نماز میں ان کا خیال رکھا نہ جائے، وہ نماز درجہ قبولیت پر فائز ہونے سے محروم ہو جاتی ہے۔

چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبیٔ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ صَلیّٰ صَلَاةً لِوَقْتِهَا وَأَسْبَغَ وُضُوْئَهَا وَ اَتَمَّ رُكُوْعَهَا وَسُجُوْدَهَاوَخُشُوْعَهَا، عَرَجَتْ وَهِیَ بَيْضَآءُ مُسْفِرَةٌ، تَقُوْلُ: حَفِظَكَ اللّٰهُ كَمَاحَفِظْتَنِیْ، وَمَنْ صَلّٰی بِغَيْرِوَقْتِهَاوَلَمْ يُسْبِغْ وُضُوْئَهَا وَلَمْ يُتِمَّ رُكُوْعَهَاوَلَاسُجُوْدَهَاوَلَاخُشُوْعَهَا، عَرَجَتْ وَهِیَ سَوْدَآءُ مُظْلِمَةٌ، تَقُوْلُ: ضَيَّعَكَ اللّٰهُ كَمَاضَيَّعْتَنِیْ حَتّٰی إِذَا كَانَتْ حَيْثُ شَآءَ اللّٰهُ لُفَّتْ كَمَايُلَفُّ الثَّوْبُ الْخَلِقُ فَيُضْرَبُ بِهَا وَجْهُهٗ" (48)

یعنی، "جس شخص نے نماز کو اس کے وقت میں ادا کیا، اچھی طرح وضو کیا، پھر نماز کیلئے کھڑا ہو، اس کے رکوع، سجود اور خشوع کو مکمل کرے، تو نماز کہتی ہے: "اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی" پھر اس نماز کو آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے، اور اس کیلئے چمک اور نور ہوتا ہے، پس اس کیلئے آسمان کے دروازے کھولے

48۔ الترغیب والترہیب ج1 ص 258، فصل الترغیب فی الصلاۃ فی اول الوقت

جاتے ہیں، حتی کہ اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے، اور وہ نماز اس نمازی کی شفاعت کرتی ہے''۔ اور اگر وہ اس کے رکوع، سجود اور قراءت مکمل نہ کرے تو نماز کہتی ہے: ''اللہ تعالیٰ تجھے چھوڑ دے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا۔'' پھر اس نماز کو اس طرح آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے کہ اس پر تاریکی چھائی ہوتی ہے، اور اس پر آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، پھر اس کو پرانے کپڑے میں لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر مار دیا جاتا ہے''۔

نماز میں شیاطین کے مکر وفریب اور وسوسوں سے بچنے کیلئے ہمیں اس کی طرف سے کھڑی کی جانے ممکنہ رکاوٹوں، اور احسن انداز میں ان کو دُور کرنے کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کرنا بہت ضروری ہے، 'جن کا ذکر آئندہ صفحات میں کیا جائے گا' تاکہ خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کی گئی نماز کی بدولت، اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کا حصول ہمارے لئے آسان ہو جائے۔ اس سلسلے میں اسلاف کی نمازوں میں خشوع خضوع کی کیفیت کو جان کر، اسے اپنے لئے مشعلِ راہ بنانا بھی بہت نافع رہے گا، ان شاء اللہ عزّ وجل۔ چنانچہ اس ضمن میں چند واقعات پیشِ خدمت ہیں:

ہمارے اسلاف کی کیفیات خشوع وخضوع

۱۔ ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فرماتی ہیں:

''رسول اکرم ﷺ ہم سے اور ہم آپ ﷺ سے گفتگو کر رہے ہوتے، جب نماز کا وقت ہو جاتا، تو گویا نہ آپ ہمیں پہچانتے اور نہ ہم آپ کو پہچانتے''۔(49)

49۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ ومھماتھا، الباب الاول، فضیلۃ الخشوع ص 200، المکتبۃ التجاریۃ دارالخیر، بیروت

یعنی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کی تیاری اور اللہ تعالیٰ کی عظمت میں اس قدر مشغول ہو جاتے، کہ دنیا کی ہر چیز کی طرف سے توجہ موقوف فرما لیتے۔

۲۔ حضرت علی المرتضیٰ ﷛ کی ایڑی مبارک میں تیر کا پھل (تیر کا اگلا نوکیلا سرا) گڑ گیا، اور اس کے نکالنے میں بے حد تکلیف ہوتی تھی، جب آپ نے نماز پڑھنا شروع کی تو وہ تیر کا پھل، بحالت سجدہ نکال لیا گیا، اور آپ کو نماز میں کمالِ استغراق ومحویّت کی وجہ سے، دوران نماز تکلیف کا احساس تک نہ ہوا''۔(50)

۳۔ حضرت عبداللہ بن زبیر ﷛ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو ایسا لگتا تھا کہ کوئی لکڑی کا ستون کھڑا ہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق ﷛ بھی اسی طرح نماز ادا کیا کرتے تھے، مجاہد نے کہا کہ ان کا نماز میں خشوع تھا''۔(51)

حضرت عمار بن یاسر ﷛ کے بارے میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے نماز ادا کی اور اسے مختصر طور پر ادا کیا۔ آپ سے عرض کیا گیا اے ابو یقظان! آپ نے اتنی جلدی نماز کیوں ادا کی...؟ آپ ﷛ نے فرمایا: مجھے شیطان کی طرف سے بھلا دینے کا خیال پیدا ہو گیا تھا، بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ الْعَبْدَ لَيُصَلِّي الصَّلَاةَ لَايُكْتَبُ لَهُ نِصْفُهَا وَلَا ثُلُثُهَا وَ لَارُبُعُهَا وَ لَا خُمُسُهَاوَلَاسُدُسُهَالَاعُشْرُهَا، وَكَانَ يَقُوْلُ: اِنَّمَا يُكْتَبُ لِلْعَبْدِ مِنْ صَلَاتِهٖ مَاعَقَلَ" (52)

یعنی، بے شک بندہ جب نماز ادا کرتا ہے، تو اس کے لیے نہ تو اس کا نصف لکھا جاتا ہے نہ تہائی نہ چوتھائی نہ پانچواں نہ چھٹا اور نہ ہی

50۔ انیس الواعظین (مترجم) ص35، شیخ غلام حسین اینڈ سنز، کشمیری بازار، لاھور

51۔ الدر المنثور۔ ج6، ص 79، دار احیاء التراث العربی، الطبعۃ الاولیٰ 1421ھ۔ 2001م

52۔ اتحاف السادۃ المتقین، ج3، ص 181، دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ الثالثہ، 1422ھ۔ 2002م

دسواں حصہ۔ اور آپ ﷺ فرماتے تھے کہ بندے کے لیے نماز میں سے اتنا ہی لکھا جاتا جتنا وہ سمجھ کر ادا کرے"۔

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب سے میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس ﷺ سے یہ سُنا ہے کہ نماز میں خشوع یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا نہ تو اپنی دائیں جانب والے کو پہچانے اور نہ ہی بائیں جانب والے کو پہچانے، تب سے چالیس سال ہونے کو ہیں کبھی نماز کی حالت میں نہ تو میں نے اپنی دائیں جانب والے کو پہچانا اور نہ ہی اپنی بائیں جانب والے کو پہچانا"۔(53)

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مجھے وہ عورت خوب یاد ہے جسے میں نے بچپن میں دیکھا تھا، جو بہت عبادت گزار تھی، بحالتِ نماز بچھو نے اس عورت کے چالیس مرتبہ ڈنک مارا، مگر اس کی حالت میں ذرہ برابر تغیر نہ ہوا، جب وہ نماز سے فارغ ہوئی، تو میں نے کہا: اے اماں! اس بچھو کو آپ نے ہٹایا کیوں نہیں؟ اس نے کہا: اے فرزند! تو ابھی بچہ ہے، یہ کیسے جائز تھا میں اپنے رب کے کام میں مشغول تھی، اپنا کام کیسے کرتی...؟۔(54)

۴۔ حضرت حاتم اَصَم رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی نماز کا حال دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا:

"جب نماز کا وقت ہوتا ہے، تو میں اچھی طرح (کامل طریقے) سے وضو کرتا ہوں، پھر اس مقام پر آتا ہوں جہاں نماز ادا کرنی ہے، وہاں بیٹھ

53۔ اتحاف السادۃ المتقین، ج 3، ص 180، دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ الثالثہ 1422ھ۔ 2002م

54۔ کشف المحجوب، مطبوعہ: اکبر بک سیلرز، اردو بازار، لاہور

کر تمام اعضاء کو حالتِ اطمینان میں لاتا ہوں، پھر میں نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہوں۔ پلِ صراط کو قدموں تلے، جنت کو سیدھی جانب، جہنم کو الٹی طرف اور ملک الموت علیہ السلام کو اپنے پیچھے خیال کرتا ہوں۔

پھر اس نماز کو اپنی زندگی کی آخری نماز سمجھ کر، (اللہ عزّ وجلّ کے) خوف اور (اس کی رحمت کی) امید کے ساتھ بلند آواز سے تکبیر کہہ کر، ترتیل کے ساتھ (ٹھہر ٹھہر کر) قراءت کرتا ہوں، پھر عاجزی کے ساتھ رُکوع اور خشوع کے ساتھ سجدہ ادا کرتا ہوں، پھر تَشَہُّد (یعنی التحیات میں) اپنی الٹی سرین پر بیٹھ کر سیدھا پیر کھڑا کر لیتا ہوں، اور ساری نماز میں اخلاص کا خوب خیال رکھتا ہوں"۔ پھر بھی میں نہیں جانتا، کہ یہ نماز بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوئی یا نہیں"؟!(55)

حضرت علامہ مرتضٰی زبیدی فرماتے ہیں:

مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ جب گھر میں داخل ہوتے تو گھر والے خاموش ہو جاتے، اور جب مسلم بن یسار نماز پڑھتے تو گھر والے کلام کرتے اور ہنستے"۔ (لیکن نماز میں محویت کی وجہ سے انہیں خبر بھی نہیں ہوتی تھی)۔(56)

حضرت مسلم بن یسار اتنے خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کرتے تھے کہ آپ کو اپنے گردو پیش کی خبر تک نہ ہوتی، چنانچہ آپ کے بارے میں منقول ہے کہ "ایک مرتبہ بصرہ کی جامع مسجد کا ایک کونہ گر گیا، اور لوگ وہاں جمع ہو گئے، لیکن آپ کو نماز سے فارغ ہونے تک

55۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ ومھماتھا، الباب الاول، فضیلۃ الخشوع ص 197، المکتبۃ التجاریۃ دار الخیر بیروت

56۔ اتحاف السادۃ المتقین، ج 3، ص 171-170، دار الکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ الثالثہ، 1422ھ۔ 2002م

(اس واقعے کا) پتہ نہ چل سکا''۔(57)

حضرت شیخ عامر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ نماز میں آپ کو دنیا کے کسی کام کا خیال آتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: نیزوں کی نوک سے مجھے چھیدا جانا زیادہ گوارا ہے بمقابلہ اس کے کہ مجھے نماز میں ان چیزوں کا دھیان آئے جن کا تم کو نماز میں دھیان آتا ہے''۔(58)

حضرت شیخ ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ نماز کس طرح ادا کرے...؟ تو انہوں نے فرمایا کہ:

''اللہ کے حضور میں اس طرح سے کھڑے ہو جس طرح قیامت کے روز اس کے حضور کھڑے ہوگے۔ اور اللہ تعالیٰ کے روبرو اس طرح کھڑے ہو کہ تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہو، ربّ ذوالجلال تمہارے سامنے ہو اور تم اس سے مناجات کر رہے ہو، اس وقت تم کو یہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ تم ایک عظیم الشان بادشاہ کے روبرو کھڑے ہو''۔(59)

۵۔ حضرت قاری یعقوب رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک جیب تراش آیا اور آپ کی چادر اُٹھا کر لے گیا۔ جب وہ اپنے رفقاء کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس چادر کی شناخت کرلی، اور اس سے کہا کہ یہ چادر واپس کر آؤ، اس لیے کہ وہ 'حضرت قاری یعقوب صالح آدمی ہے ہم اس کی دعاء سے خائف ہیں۔ چنانچہ اُس نے واپس جا کر وہ چادر چپکے سے حضرت قاری یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کے کندھے پر رکھ دی۔ اور ان سے معافی چاہی، آپ جب

57۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ و مهماتها، الباب الاول بفضیلة الخشوع، ص 201، المکتبة التجاریة دارالخیر، بیروت

58۔ عوارف المعارف، الباب السابع والثلاثون، ص 184

59۔ عوارف المعارف، الباب السابع والثلاثون، ص ۱۸۲

نماز سے فارغ ہوئے اور اس واقعہ سے آگاہ کیے گئے، تو فرمایا: ''نہ ہی مجھے چادر اُٹھانے کا پتہ ہے، اور نہ ہی واپس کیے جانے کا علم ہے''۔(60)

۶۔ کسی بزرگ کے جسم کا ایک حصہ (بیماری وغیرہ کی وجہ سے) گل سڑ گیا، اور اسے کاٹنے کی ضرورت محسوس ہوئی، اور ایسا (شدّت تکلیف کی وجہ سے) ممکن نہ تھا، تو کہا گیا کہ'' انہیں نماز میں کسی بات کا احساس نہیں ہوتا''۔ چنانچہ جب وہ نماز میں تھے تو ان کے جسم کا (گلا ہوا) حصہ کاٹ لیا گیا، اور انہیں تکلیف کا احساس تک نہ ہوا''۔(61)

حضرت علامہ سید مرتضیٰ زبیدی فرماتے ہیں:

میں بعض صالحین کے ساتھ ایک اللہ والے کی زیارت کے لیے روانہ ہوا، واپسی میں ہمارا گزر ایک ایسی جگہ سے ہوا جہاں سبزہ، نہر رواں، اور پھولوں اور کلیوں سے بھرے باغات تھے، حالانکہ یہ جگہ سمندر کی ایک ایسی خلیج میں واقع تھی جہاں پر پانی نہ تھا۔ اور یہ جگہ ایسی چیونٹیوں کے کثرت سے پائے جانے کے سلسلے میں مشہور تھی جنہیں عرف میں ''ناموس'' کہتے ہیں، اور یہ ایسی ڈسنے والی چیونٹی ہے کہ انسان کے لیے صبر کرنا ممکن نہیں رہتا، سوائے اس کے کہ وہ کپڑوں میں لپٹا ہوا ہو اور اس کے ہاتھوں پر پٹیاں لپٹی ہوئی ہوں۔ وہاں ایک نیک صالح مرد تھا، ہم نے اس کی زیارت کا قصد کیا؛ میں نے اپنے ساتھی سے اس صالح مرد کے حال کے بارے میں پوچھا کہ جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں اور اس میں قیام کو لمبا کرتے ہیں تو اُن موذی چیونٹیوں سے بچنے کے لیے کیا کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب

60۔ تنبیہ الغافلین، ص 291، دارالکتب العربی، الطبعة الاولیٰ 1420ھ 1999م

61۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ ومهماتها، الباب الثالث، حکایات واخبار فی صلاۃ الخاشعین، ص 226، المکتبة التجاریة دارالخیر، بیروت

دیا: اس سے پہلے میں ان سے یہ سوال کر چکا ہوں، تو اس نے مجھے جواب دیا، اے بھائی! جب میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں تو میں اپنے نفس کو یہ تصوّر دلاتا ہوں گویا کہ میں پُل صراط پر کھڑا ہوں اور گویا کہ جہنّم میرے سامنے ہے، چنانچہ مجھے ان چیونٹیوں وغیرہ کا خطرہ دل میں نہیں گزرتا۔ اور یہ حالت خشوع اور خوفِ خداوندی سے حاصل ہوتی ہے۔(62)

امام فخر الدین رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں:

عبادت میں مشغول ہونا جہانِ غُرور سے جہانِ سُرور کی طرف منتقل ہونا ہے، اور مخلوق کو چھوڑ کر خالق کے دربار میں پہنچنا ہے اور اس سے لذت اور خوشی کا کمال پیدا ہوتا ہے، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے ایک سانپ چھت سے گرا، لوگ اِدھر اُدھر بھاگ گئے اور امام اعظم ابو حنیفہ نماز میں مشغول رہے اور انہیں کچھ پتہ نہ چلا۔ اور حضرت عُروہ بن زُبیر رضی اللہ عنہ کے کسی عضو میں زخم ہوگیا، اس زخم کے زہر کو پھیلنے سے روکنے کے لیے اس عضو کو کاٹنا ضروری تھا، جب حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھنی شروع کی تو لوگوں نے اس عضو کو کاٹ دیا، اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس عضو کے کٹنے کا مطلقاً احساس نہ ہوا۔ اور رسول اللہ ﷺ جب نماز ادا فرماتے تھے تو آپ کے سینۂ مبارکہ سے ایسی آواز آتی تھی جیسے ہنڈیا کے اُبلنے کی آواز آتی ہے، اور جو شخص ان واقعات کو مستبعد یعنی دور از حقیقت گمان کرتا ہو تو اسے چاہیے کہ اس آیت کی تلاوت کرے:

﴿فَلَمَّا رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ﴾ (63)

ترجمہ: جب (مصر کی) عورتوں نے یوسف کو دیکھا تو اس کو بہت بڑا جانا

62. اتحاف السادۃ المتقین، ج 3، ص 40، دار الکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ الثالثہ، 1422ھ۔ 2002م

63. یوسف: 31/12

اور (پھل کی بجائے) اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے"۔

جب مصر کی عورتوں کے دلوں پر حضرت یوسف علیہ السلام کے حُسن و جمال کا غلبہ ہوا اور یہ غلبہ اس حد کو پہنچا کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور ان کو پتہ بھی نہ چلا، تو جب بشر کے حق میں یہ بے خودی اور سرشاری ممکن ہے تو جس کے دل پر اللہ تعالیٰ کے حُسن و جمال اور اس کی عظمتوں کا غلبہ ہو، تو اس کا اس طرح بے خود، سرشار اور مستغرق ہونا تو بدرجہ اولیٰ ممکن ہے"۔(64)

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو — عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

اللہ عزّ وجلّ ان مقدس ہستیوں کے صدقے اور اپنے محبوب بندوں کے خشوع و خضوع سے معمور نمازوں کی برکت سے ہمیں بھی نمازوں میں خشوع و خضوع کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

خشوع وخضوع کی اقسام

لوگوں پر خشوع خضوع کی کیفیات مختلف ہونے کے اعتبار سے اس کی چار اقسام ہیں:

۱۔ عوام کا خشوع وخضوع

۲۔ خواص کا خشوع وخضوع

۳۔ اخص الخواص کا خشوع وخضوع۔ اور

۴۔ مقربین کا خشوع وخضوع۔(65)

ہم یہاں اس تحریر میں ان میں سے فقط عوام کے خشوع وخضوع پر روشنی ڈالیں گے، کہ بقیہ اقسام کے ذکر کو بھی بالتفصیل شامل کرنے کیلئے اس تحریر کے مختصر صفحات ہمیں اجازت نہیں دے رہے۔ اور ویسے بھی

64. تفسیر کبیر، ج1 ص 3-214

65. رکن دین، ص ۹۴، پروگریسو بکس، اردو بازار لاہور

خاصاں دی گل عاماں اَگے کرنی نئیں مناسب

لہٰذا جو اہلِ دل حضرات بقیہ اقسام کے انداز خشوع وخضوع سے بھی واقف ہونا چاہیں، وہ ''عوارف المعارف''، ''احیاء العلوم'' اور ''رُکن دین'' کتاب الصلاۃ کا مطالعہ فرمائیں۔

عوام کا خشوع وخضوع

یہ نمازی جب خالصۃً اللہ عزّ وجلّ کی رضا کیلئے نماز پڑھنے کی نیت کر کے کانوں کی لوتک ہاتھ اٹھائے تو اس وقت اپنے دل میں یہ تصور پیدا کرے کہ شیطان لعین اور نفس شریر کے بہکانے کی وجہ سے مجھ سے اب تک جتنے بھی گناہ ہوئے، آئندہ ان سے بچنے کی پختہ نیت و ارادے کے ساتھ میں ان سب سے پکی سچی توبہ کرتا ہوں (گویا توبہ کی صورت تاکیدی، کانوں پر ہاتھ رکھنے سے ظاہر کر رہا ہے) اور حدیث پاک میں ہے:

"اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّاذَنْبَ لَہٗ" (66)

''گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں''۔

تو توبہ کے پختہ ارادے وخیال کی برکت سے شروع نماز میں، گناہوں کی گندگی سے طہارت حاصل کر کے، اللہ عزّ وجلّ کی کبریائی بیان کرتا ہوا یعنی اللہ اکبر کہہ کر نماز میں داخل ہو، اور اس خیال میں مصروف رہے کہ

''میرا مالک میرا آقا عزّ وجلّ اس وقت اپنی خاص نظر کرم سے مجھے ملاحظہ فرما رہا ہے''۔

پس جب تمہیں معلوم ہے کہ اللہ عزّ وجلّ تمہیں دیکھ رہا ہے، تو تمہیں چاہیے کہ تم اس کی عبادت میں غفلت سے پرہیز کرو، اور جو اپنے ربّ عزوجل سے حیاء نہیں کرتا اس کے لیے ربّ کریم عزوجل کی معرفت میں کوئی حصہ نہیں۔ حالانکہ اللہ عزوجل سے حیاء ہی تو اصل اور اساس ہے۔ (67)

66۔ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث 4250، ج4، ص 491، دار المعرفۃ، بیروت

67۔ اتحاف: 223

اور یہ تعلیم اس فرمانِ نبوی ﷺ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ (تحقیق اللہ عزّ وجلّ تجھے دیکھ رہا ہے) (68) کے مطابق ہے۔ اگر کوئی خطرۂ قلبی اس خیال مبارک میں رکاوٹ پیدا کر رہا ہو تو فوراً اس کو دُور کر کے پھر اسی خیالِ نیک میں محو ہو جائے۔

قیام کے وقت اپنے گناہوں سے توبہ پر طلب استقامت کا خیال رکھے، کیونکہ فرمانِ خداوندی ہے:

﴿فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ﴾ (69)

ترجمہ: پس قائم رہو جیسا تمہیں حکم ہے۔

اور اولیاء کرام رحمہم اللہ اجمعین فرماتے ہیں ''اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ'' استقامت، کرامت سے بڑھ کر ہے۔

قراءت کے وقت یہ خیال رکھے کہ میرے قرآن شریف پڑھنے کو اللہ عزّ وجلّ سن رہا ہے، جب اللہ عزّ وجلّ سننے والا ہے، تو ضروری ہے کہ صحتِ قراءتِ قرآن کیلئے اپنی طرف سے خوب کوشش کرے، اور کچھ معانی بھی چھوٹی چھوٹی سورتوں کے جو وہ اکثر نماز میں پڑھتا ہے، یاد کرے، ورنہ اس کی مثال بعینہٖ اس شخص کی طرح ہے، کہ جو بادشاہ کے روبرو عرضی پیش کرتا ہے، اور اس کو خود اس بات کی خبر نہیں کہ اس کے اندر مضمون کیا ہے؟؟

جب معنی معلوم ہو جائیں تو آیاتِ ترہیب (ڈر) پر اپنے اوپر خوف کی کیفیات طاری کرے، اور آیاتِ ترغیب (خوشخبری) پر خوش ہو، نیز اپنے آپ کو انعامات الٰہیہ کا امیدوار تصوّر کرے، اور آیاتِ احکامات پر سر تسلیم کرے، جس کا پورا پورا ثبوت، صورتِ رکوع میں دیا جاتا ہے۔ غرض یہ کہ ہر آیت کے معنی ومفہوم سے لطف و ذوق حاصل کرے، کہ میں کس کے

68۔ یہ ایک حدیث کے الفاظ ہیں، صحیح البخاری، کتاب الایمان، رقم الحدیث 51، ج1، ص.... المکتبۃ العصریۃ، بیروت، الطبعۃ الثانیہ ۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۷م

69۔ ھود: 38/11

سامنے کھڑا مناجات کر رہا ہوں، (70) یہی خیال اس کو کسی دوسری جانب التفات نہ کرنے دے گا، جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے: ''اگر نماز پڑھنے والا جان لے کہ وہ کس سے مناجات کر رہا ہے تو (کسی دوسری جانب) التفات نہ کرے''۔(71)

رکوع کے وقت اس کی عظمت و بڑائی کا خیال کرے، جس کی وجہ سے اسکی کمر خمیدہ ہوگئی ہے۔سجدے کے وقت اپنی ذلت وخواری، اور اللہ عزجل کی کمالِ عزت وجلالت کا خیال رکھے۔

قعدہ میں یہ تصوّر ذہن میں رکھے کہ میں نافرمان غلام، تمام نماز کی بدولت عموماً اور سجدے کی بدولت خصوصاً، اعزاز و اکرام کے ساتھ معزز ومکرم کر کے دربارِ اقدس میں بٹھادیا گیا ہوں، اور پھر آخر میں اللہ عزوجل کی کرم نوازیوں کی خیرات سمیٹتا ہوا، نماز سے باہر نکلنے کی نیت سے پہلے دائیں طرف اور پھر بائیں طرف سلام پھیرے دونوں طرف سلام پھیرتے ہوئے، فرشتوں، مسلمان نمازی انسانوں اور جنوں کی نیت کرے۔

نیز امام جس طرف ہو ادھر سلام پھیرتے ہوئے امام کی بھی نیت کرے؛ اور اگر امام کے بالکل پیچھے ہے، تو دونوں طرف سلام پھیرتے ہوئے امام کی بھی نیت کرے۔(72)

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کے ذرائع، اس کے حصول کی راہ میں رکاوٹ بننے والے عوامل، اور ان کے سدِّ باب کیلئے مفید تجاویز بھی بیان کر دی جائیں؛ تا کہ ہماری تحریر نماز میں خشوع وخضوع کے موضوع پر ہر لحاظ سے کامل و اکمل قرار پائے۔ فَنَقُوْلُ وَ بِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ

70۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ النَّبِیُّ اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا صَلّٰی یُنَاجِیْ رَبَّہٗ'' ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک تم میں جب کوئی نماز ادا کرتا ہے تو وہ اپنے رب سے مناجات کررہا ہوتا ہے۔صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ،باب المصلی یناجی ربہ،ص 180،المکتبۃ العصریۃ،بیروت،الطبعۃ الثانیۃ 1418ھ۔ 1997م

71۔ احیاء العلوم

72۔ رکن دین، کچھ تبدیلی کے ساتھ، ص 96

نماز میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کے ذرائع

پہلا ذریعہ:

نماز میں خشوع خضوع کی اہمیت و افادیت کے تصوّر کو اپنے دل میں مضبوط کریں۔ کیونکہ یہ انسانی فطرت ہے کہ جب تک کسی کام کی اہمیت و افادیت، اور ترک کرنے کی صورت میں نقصانات کا درست اندازہ نہ ہو؛ طبیعت اس کام کی طرف مائل نہیں ہوتی۔

نیز اس سلسلے میں بزرگانِ دین کے واقعات کا مطالعہ کرتے رہیں، اور ان کے طرزِ عمل پر غور وفکر کے بعد اسے اپنانے کی کوشش بھی کرتے رہیں، جیسے گزشتہ صفحات میں حضرت حاتم اَصم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ۔اس طرح آہستہ آہستہ آپ بھی اپنی نمازوں میں خشوع خضوع کی کیفیت کو محسوس کرنا شروع کردیں گے، ان شاء اللہ عزوجل۔

لیکن اس عظیم ترین مقصد کیلئے جُہدِ مسلسل اور کوششِ پیہم بہت ضروری ہے، تبھی حصولِ مقصد میں کامیابی ہوسکتی ہے۔جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (73)

ترجمہ: اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی، ہم انہیں ضرور ضرور اپنے راستے دکھادیں گے۔

اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت ومحبت اور اس کی بارگاہِ عظیم میں کھڑے ہونے کا خیال بھی نماز میں خشوع خضوع کا سببِ عظیم ہے، چنانچہ خشوع اسی شخص کے دل میں پیدا ہو سکتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی عظمت کی معرفت حاصل ہوتی ہے، لہٰذا جو اللہ عزّ وجل کی معرفت میں جتنا آگے ہوگا، وہ اس کے لیے اتنا ہی زیادہ خشوع کرنے والا ہوگا۔

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما (زین العابدین) جب وضو کرتے تو ان کا چہرہ زرد پڑ جاتا اور متغیر ہو جاتا؛ ان سے پوچھا جاتا آپ کو کیا ہوا؟ وہ ارشاد فرماتے: کیا تمہیں معلوم ہے

73۔ عنکبوت: 29/29

کہ میں کس کے سامنے کھڑے ہونے کا ارادہ کر رہا ہوں...؟''۔(74)

دوسرا ذریعہ:

شیطان اپنے لاؤلشکر کے ساتھ ہمیں نماز میں خشوع خضوع اختیار کرنے سے روکنے کیلئے اپنا ہر حربہ استعمال کرتا ہے، جیسا کہ مندرجہ ذیل روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ:

''جب نماز فرض ہوئی تو شیطان دھاڑیں مار مار کر رونے لگا، اس کے سارے چیلے جمع ہو گئے، اور سبب گریہ دریافت کیا''۔ اس نے بتایا کہ: ہم تو مارے گئے، اللہ عزّ وجلّ نے مسلمانوں پر نماز فرض فرما دی ہے!! چیلوں نے کہا: نماز فرض ہو گئی تو کیا ہوا؟ کون سی قیامت قائم ہو گئی جو تم نے اس قدر چلا چلا کر آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے؟!۔ شیطان نے جواب دیا: میرے بدھو چیلو! تم نہیں سمجھے، ہائے! سمجھدار مسلمان تو نمازیں پڑھیں گے، اور (نماز کی برکت سے گناہوں سے بچ کر، اللہ عزّ وجلّ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے، اور اس طرح وہ) میرے ہاتھ سے نکل جائیں گے''!! چیلوں نے متفکر ہو کر کہا :''اب اللہ تعالیٰ کو تو ہم منانے سے رہے کہ وہ نماز کا حکم واپس لے لے، تم ہی بتاؤ ہمارے لئے کیا حکم ہے''؟ شیطان نے کہا کہ: ''انہیں نماز مت پڑھنے دو، اور اگر کوئی نماز کیلئے کھڑا ہو جائے تو اس کو گھیر لو، ایک کہے 'دائیں دیکھ' دوسرا کہے 'بائیں طرف دیکھ' اس طرح اس کو الجھا ڈالو''۔(75)

شیطان ہمارا ازلی دشمن ہے، یقیناً وہ کبھی بھی نہیں چاہے گا، کہ ہم خشوع خضوع کے

74۔ مختصر منہاج القاصدین لابن قدامہ، ص273، دار التراث العربی، بیروت، 1982م

75۔ نزهة المجالس، ج1، ص154، دار الكتب العلمية، الطبعة الاولىٰ 1419ھ۔1998م

ساتھ نماز ادا کرنے میں کامیاب ہوں، اور اللہ عزّ وجلّ کی رضا حاصل کر کے اس کی ابدی نعمت جنت کو پائیں، اور اس کے غضب کی جگہ جہنم سے بچ جائیں۔ لہٰذا نماز پڑھنے سے پہلے یکسوئی کے ساتھ اس کے مکروفریب سے اللہ کی پناہ طلب کریں۔ کیونکہ اس سے بچاؤ کا سب سے مؤثر ذریعہ یہی ہے کہ جس خالق و مالک عزّ وجلّ نے اس میں راہِ حق سے گمراہ کرنے کی صلاحیت تخلیق فرمائی ہے، انسان اسی کی پناہ میں آجائے۔ چنانچہ نماز پڑھنے سے پہلے تعوذ و لاحول شریف ضرور پڑھ لیا کریں۔

تیسرا ذریعہ:

منقول ہے کہ نماز میں بارہ ہزار خصائص ہیں، پھر ان بارہ ہزار خصائص کو بارہ خصائص میں جمع کر دیا گیا ہے۔ پس جو شخص بھی نماز پڑھنا چاہے اسے ان بارہ خصائص کا خیال رکھنا ہوگا۔ چھ خصائص تو تو نماز کو شروع کرنے سے پہلے ہیں اور چھ خصائص اس کے بعد ہیں وہ یہ ہیں۔

١۔ پہلی خصوصیت علم ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم کے ساتھ معمولی سا عمل بھی جہالت کے عظیم عمل سے بہتر ہے۔

٢۔ دوسری خصوصیت وضو ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کہ طہارت کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

٣۔ تیسری خصوصیت لباس ہے۔

چوتھا ذریعہ:

میلے کچیلے اور بدبودار لباس میں نماز کی ادائیگی جہاں آداب نماز کے منافی ہے، وہیں پر نماز میں خشوع خضوع کے حصول کی راہ میں رکاوٹ بھی ہے۔ اس لیے جہاں تک ممکن ہو اچھا اور صاف ستھرا لباس پہن کر نماز ادا فرمائیں؛ کہ جب ہم دنیا والوں کے پاس ملنے جاتے ہیں تو اپنی آرائش و زیبائش کا خوب خیال رکھتے ہیں، تو پھر اللہ عزّ وجلّ جو سب سے بڑھ کر مرتبے والا ہے، اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کی بارگاہ میں حاضری سے قبل ہر جائز و مناسب آرائش و زیبائش کا اہتمام کیا جائے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے

ارشاد فرمایا:

"إِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَلْبَسْ ثَوْبَيْهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ أَحَقُّ أَنْ تُزَيَّنَ لَهٗ" (76)

یعنی، جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ اپنے (اچھے والے) کپڑے پہن لے، کیونکہ اللہ عزّ وجلّ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کے لیے زینت اختیار کی جائے۔

صدرُ الشریعہ حضرت علامہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۷۶ھ فرماتے ہیں:

کام کاج کے کپڑوں میں نماز پڑھنا مکروہِ تنزیہی ہے، جبکہ اس کے پاس اور کپڑے ہوں ورنہ کراہت نہیں۔ (77)

ایک اور حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِذَا وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ، فَأَوْسِعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ" (78)

ترجمہ: ''جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں وسعت دی ہو، تو تم بھی اپنی جانوں پر وسعت کے ساتھ خرچ کرو''۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے غلام) نافع کو دو کپڑے پہننے کے لیے دیے، اور یہ اس وقت لڑکے تھے۔ اس کے بعد مسجد میں گئے اور حضرت ابن عمر نے ان کو ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، اس پر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہارے پاس دو کپڑے نہیں

76_ کنز العمال فی سنن الاقوال، کتاب الصلاۃ، قسم الاقوال، الباب الثانی، الفصل الاول، آداب، رقم 19116، ج7، ص 135

77_ بہارِ شریعت، ج1، حصہ 3، مکروہات کا بیان، ص 86، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور

78_ کنز العمال فی سنن الاقوال، کتاب الصلاۃ، قسم الاقوال، الباب الثانی، الفصل الاول، آداب، رقم 19117، ج7، ص 135

کہ انہیں پہنتے؟ عرض کی ہاں ہیں۔ فرمایا: بتاؤ، اگر مکان سے باہر تمہیں بھیجوں تو دونوں پہنو گے؟ عرض کی ہاں، فرمایا: تو کیا اللہ کے دربار کے لیے زینت زیادہ مناسب ہے یا لوگوں کے لیے؟ عرض کی اللہ کے لیے۔ (79)

افضل یہ ہے کہ عمامہ شریف پہن کر نماز پڑھے، وگرنہ کم از کم ٹوپی وغیرہ ضرور پہنے کہ یہ بھی زینتِ نماز سے ہے۔ لیکن اگر خشوع و خضوع اور اللہ عزّ وجلّ کی بارگاہ میں تذلّل اور عاجزی و انکساری کا اظہار مقصود ہو تو ننگے سر نماز میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

صدرُ الشریعہ حضرت علامہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۷۶ھ فرماتے ہیں:

سستی سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی پہننا بوجھ معلوم ہوتا ہو یا گرمی معلوم ہوتی ہو، مکروہِ تنزیہی ہے ..... اور اگر خشوع و خضوع کے لیے سر برہنہ پڑھی تو مستحب ہے۔ (80)

پانچواں ذریعہ:

نماز شروع کرنے سے پہلے ہر اس چیز کو اپنے ظاہر و باطن سے دور کر دیں، جو خشوع و خضوع کے حصول میں رکاوٹ کا سبب بن سکتی ہو۔ مثلاً اگر گرمی ہے تو پنکھا چلا لیں، استنجاء کی حاجت ہے تو اس سے بھی فراغت حاصل کر لیں، بھوک لگ رہی ہے تو پہلے کھانا کھا لیں، پیاس کی طلب ہے تو پانی پی لیں۔ نیز جس مقام پر نماز ادا کرنا مقصود ہے وہاں کوئی ایسی چیز نہ رکھیں جو دورانِ نماز آپ کی توجہ اپنی جانب مبذول کروا سکتی ہو، اللہ عزّ وجلّ کا فرمانِ عالی شان ہے:

﴿فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ (81)

79_ مصنف عبدالرزاق، باب ما یکفی الرجل من الثیاب، ج۱، دار الفکر، بیروت

80_ بہارِ شریعت، ج1، حصہ 3، مکروہات کا بیان، ص 87، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم لوگوں کے سامنے ننگے سر نماز پڑھنا شروع کر دیں اور کہیں کہ ہم بطور تذلّل ایسا کرتے ہیں بلکہ لوگوں کے سامنے ظاہر سنت پر عمل پیرا ہے۔

81_ النساء: 103/4

ترجمہ: ''پس جب تم اطمینان کی حالت میں آجاؤ، تو پھر نماز کو قائم کرو''۔

رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لَایَدْخُلَنَّ أَحَدُکُمُ الصَّلٰوۃَ وَھُوَمُقَطِّبٌ وَّلَایُصَلِّیَنَّ أَحَدُکُمْ وَھُوَغَضْبَانٌ'' (82)

یعنی، ''جب تم میں سے کوئی حالتِ اضطراب میں ہو تو (ابھی) نماز شروع نہ کرے، اور غصے کی حالت میں بھی نماز نہ پڑھے''۔

ایک مقام پر عبداللہ بن ارقم ﷺ سے مروی ہے، ارشاد فرمایا:

''إِذَا وَجَدَ أَحَدُکُمْ اَنْ یَّذْھَبَ إِلَی الْخَلَاءِ وَ أُقِیْمَتِ الصَّلَاۃُ، فَلْیَذْھَبْ إِلَی الْخَلَاءِ'' (83)

یعنی، جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء جانے کا ارادہ کر رہا ہو، اور نماز کے لیے اقامت بھی کہہ دی جائے تو اسے چاہیئے کہ پہلے بیت الخلاء جائے۔

یاد رکھیئے! صدرُالشریعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شدّت کا پاخانہ پیشاب معلوم ہوتے ہوئے بھی نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ مزید ارشاد فرماتے ہیں: نماز شروع کرنے سے پیشتر اگر ان چیزوں کا غلبہ ہو تو وقت میں وسعت ہوتے ہوئے شروع ہی ممنوع و گناہ ہے، قضائے حاجت مقدم ہے اگرچہ جماعت جاتی رہنے کا اندیشہ ہو۔ اور اگر دیکھتا ہے کہ قضائے حاجت اور وضو کے بعد وقت جاتا رہے گا تو وقت کی رعایت مقدم ہے، نماز پڑھ لے۔ اور اگر اثنائے نماز میں یہ حالت پیدا ہو جائے اور وقت میں گنجائش ہو تو توڑ دینا واجب ہے، اور

82۔ قوت القلوب ج2 ص97 کتاب الصلوۃ۔ احیاء ص 208

83۔ کنز العمال فی سنن الاقوال، کتاب الصلاۃ، قسم الاقوال، الباب الاول، الفصل الثالث، الفرع الثالث فی آداب الصلاۃ، رقم20062، ج7، ص 211

اگر اسی طرح پڑھ لی تو گنہگار رہوا۔ (84)

رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

'' إِذَاوُضِعَ الْعَشَآءُ وَأُقِیْمَتِ الصَّلَاۃُ فَابْدَءُ وْابِالْعَشَآءِ'' (85)

یعنی، ''جب کھانا لگا دیا جائے (اور کھانے کی طلبِ صادق ہو) نیز نماز کیلئے اقامت کہی جائے، تو پہلے کھانا کھاؤ''۔

حجۃ الاسلام، امام غزالی فرماتے ہیں:

اگر وقت تنگ ہو یا کھانا لگ جانے کے باوجود دل سکون میں ہو، تو اب پہلے نماز پڑھ سکتا ہے۔ (86)

حضرت علامہ سید مرتضٰی زُبیدی الشہیر فرماتے ہیں:

پس ان دونوں صورتوں میں نماز کو کھانے پر مقدم کرنا جائز ہے، (87) اور مقصود دل کو مصروفیات سے فارغ کرنا ہے تاکہ وہ اپنے ربّ کے سامنے مقامِ عبودیت میں خشوع و خضوع کے ساتھ سب سے زیادہ کامل حالت پر مناجاۃ کرے .....اسی حدیث کی تشریح میں کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں: اور حدیث میں نماز میں خشوع و خضوع کی فضیلت کو اول وقت میں نماز کی ادائیگی کی فضیلت پر مقدم کیا گیا ہے۔ چنانچہ

84۔ بہارِ شریعت، ج1، حصہ3، مکروہات کا بیان، ص84 ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور

85۔ کنز العمال فی سنن الاقوال، کتاب الصلاۃ قسم الافعال، الباب الاول، فصل فی مفسدات الصلاۃ ومکروھاتھا ومندوباتھا، مندوبات الصلاۃ، الحضور، رقم 22531، ج8، ص94، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ 1424ھ۔ 2004م

86۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ ومھماتھا، الباب الثانی، المتھیات، ص 208، المکتبۃ التجاریۃ دار الخیر، بیروت

87۔ نوٹ: وقت کی تنگی کی صورت میں نماز کو مقدم کرنا فقط جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے

جب یہ دونوں (یعنی اول وقت میں نماز کی ادائیگی کی فضیلت اور خشوع وخضوع اور فارغ القلبی کے ساتھ نماز کی ادائیگی کی فضیلت) باہم مزاحم ہوں تو اول وقت میں نماز کی ادائیگی پر ایسے راستے (یعنی خشوع وخضوع اور فارغ القلبی کے ساتھ نماز کی ادائیگی) کو مقدم کیا جائے گا جو حضورِ قلب کے لیے وسیلہ بن سکے۔(88)

حضرت ابو دَرداء رضی اللہ عنہ ارشاد فرمایا کرتے تھے:

''انسان کی سمجھداری یہ ہے کہ وہ نماز شروع کرنے سے پہلے اپنی حاجت کو پورا کرے، تا کہ فارغ دل کے ساتھ نماز شروع کر سکے''۔(89)

چھٹا ذریعہ:

اگر نیند کا بہت زیادہ غلبہ ہو، کہ باوجود کوشش کے آنکھوں میں کھولنے کی سکت نہ ہو اور وقت میں وسعت بھی ہو' تو اولاً کچھ دیر کے لئے سو جائیں، اور نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے پہلے اٹھ کر نماز ادا کر لیجیے، حدیث میں ہے:

''جب تم پر نیند غالب ہو تو (کچھ دیر کے لیے) سو جاؤ، کیونکہ اگر اس حال میں نماز پڑھو گے، تو ہو سکتا ہے کہ تم (اللہ عزوجل سے کچھ) مانگنے کے بجائے اپنے آپ کو بُرا بھلا کہنے لگو'!۔(90)

صدرُ الشریعہ حضرت علامہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۷۶ھ فرماتے ہیں:

88۔ اتحاف السادۃ المتقین، ج3،ص 148، دارالکتب العلمیہ بیروت الطبعۃ الثالثہ 1422ھ ۔ 2002م

89۔ اتحاف السادۃ المتقین، ج3،ص 143،دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ الثالثہ 1422ھ۔ 2002م

90۔ سنن ترمذی، ج 1، ص 264، رقم الحدیث 355، دارالکتب العلمیہ الطبعۃ الاولیٰ 1421ھ۔ 2001م

نماز میں بالقصد جماہی لینا مکروہ تحریمی ہے اور خود آئے تو حرج نہیں۔

اگر دورانِ نماز جماہی وسستی اور اُونگھ وغیرہ آنے لگے تو اسے روکنے کی حتی الامکان کوشش کریں، اولاً دل میں یہ خیال لائیں کہ چونکہ جماہی شیطان کی طرف ہوتی ہے ،اس لیے انبیاء کرام علیہم السلام جماہی سے محفوظ و مامون ہیں، ان شاء اللہ اس خیال سے جماہی دُور ہو جائے گی۔ اگر اس خیال کے دل میں جمانے میں کمی کی وجہ سے جماہی نہ روک پائیں تو اوپر کے دانتوں سے نچلے ہونٹ کو دبائیں۔ اور اگر اسکے باوجود جماہی نہ رکے تو قیام کی صورت میں دائیں ہاتھ کی پشت اور غیر قیام میں بائیں ہاتھ کی پشت سے جماہی کو روکیں۔(91)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

إِذَا تَثَاءَ بَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ" (92)

یعنی، جب تم میں سے کسی کو نماز میں جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکنے کی کوشش کرے۔

حضرت علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی فرماتے ہیں:

اگر کوئی شخص جماہی کو روکنے پر قادر نہ ہو تو منہ پر ہاتھ رکھ کر یا آستین کے ذریعے منہ کو ڈھانپنا مکروہ نہیں ہے۔ یہ صورت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی

91۔ بہارِ شریعت، ج 1، حصہ 3، مکروہات کا بیان، ص 85، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور

92۔ کنز العمال فی سنن الاقوال ، کتاب الصلاۃ قسم الاقوال، الباب الاول، الفصل الثالث، الفرع الثانی، مرقۃ الصلاۃ، رقم 20015، ج7، ص 208، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ الثانیۃ 1424ھ۔ 2004م

اس حدیث سے مستثنیٰ ہے جو اسی باب میں پہلے گزر چکی ہے۔(93)

اور تحقیق امام ترمذی نے ایک حدیث مرفوع ذکر کی ہے:

"اِنَّ التَّثَاؤُبَ فِی الصَّلٰوۃِ مِنَ الشَّیْطَانِ"

یعنی، بے شک نماز میں جماہی، شیطان کی طرف سے ہے۔

اور اس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں:

"فَلْیَضَعْ یَدَہٗ عَلٰی فِیْہِ"

یعنی، ''پس اسے چاہیے کہ وہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لے''۔(94)

اور یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بے شک جماہی مطلقاً مکروہ و ناپسندیدہ ہے اور نماز میں زیادہ شدید مکروہ ہے کیونکہ یہ سستی اور کاہلی لاتی ہے اور یہ خشوع کے مانع ہے۔ اور اس کی مثل امام نووی کی کتاب ''المجموع'' میں ہے۔ اور یونہی انگڑائی لینا بھی مطلقاً مکروہ ہے اور نماز میں شدید مکروہ ہے کیونکہ یہ غفلت و سستی کی علامت ہے۔(95)

93۔ وہ حدیث یہ ہے: سَبْعَۃُ اَشْیَاءَ فِی الصَّلٰوۃِ مِنَ الشَّیْطَانِ، الرُّعَافُ وَالنُّعَاسُ وَالْوَسْوَسَۃُ وَالتَّثَاؤُبُ وَالْحِکَاکُ وَالْاِلْتِفَاتُ وَالْعَبَثُ بِالشَّیْءِ وَ زَادَ بَعْضُھُمْ "اَلسَّھْوُ وَالشَّکُّ" یعنی، سات چیزیں نماز میں شیطان کی طرف سے ہوتی ہیں، نکسیر پھوٹنا، اونگھ، وسوسہ، جماہی، کھجلی، ادھر ادھر دیکھنا، اور کسی شے کے ساتھ فعلِ عبث و بے کار''۔ اور بعض لوگوں نے ''سہو اور شک'' کو زیادہ کیا ہے)۔ (احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ ومھماتھا، الباب الثانی، المنھیات، ص 209، المکتبۃ التجاریۃ دار الخیر، بیروت

94۔ نوٹ: یہ حدیث ترمذی میں ان الفاظ کے ساتھ ہے "اَلتَّثَاؤُبُ فِی الصَّلٰوۃِ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلَاۃِ فَلْیَکْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ"۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ سنن ترمذی، ج1، ص 275، رقم الحدیث 370، دار الکتب العلمیہ، الطبعۃ الاولیٰ 1421ھ۔ 2001م

95۔ اتحاف السادۃ المتقین، ج3، ص 148، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الثالثہ 1422ھ۔ 2002م

ساتواں ذریعہ:

اسی طرح ایسی جگہ نماز پڑھنے سے گریز کریں جہاں ہر طرف نقش و نگار وغیرہ ہوں، کہ ایسے مقام میں نماز پڑھنے سے بھی دورانِ نماز خشوع و خضوع میں فرق پڑتا ہے۔

حضرت علامہ سید مرتضٰی زبیدی فرماتے ہیں:

نمازی کے لیے مکروہ ہے کہ اس کے سر کے اوپر چھت کی اندر کی جانب یا اس کے اطراف میں یا اس کے سامنے ایسے نقش و نگار ہوں جو اس کو نماز سے غافل کر دیں۔ نماز میں آسمان کی طرف نظر کو اُٹھانا مکروہ ہے۔ کیونکہ امام بخاری اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَابَالُ اَقْوَامٍ یَّرْفَعُوْنَ اَبْصَارَھُمْ اِلَی السَّمَآءِ"

ترجمہ: ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اپنی نمازوں میں آسمان کی طرف اپنی نگاہوں کو اٹھاتے ہیں''....؟۔

پھر اس معاملے میں آپ نے اپنے قول کو شدت کے ساتھ بیان کیا، حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لَیَنْتَھُنَّ عَنْ ذٰلِکَ اَوْلَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُھُمْ" (96)

یعنی، ''انہیں ضرور اس سے روک دیا جائے یا پھر ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی''۔

صدرُ الشریعہ محمد امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۷۶ھ فرماتے ہیں:

نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔(97)

96۔ صحیح البخاری، الباب 92، رقم الحدیث 750، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ 1418ھ۔ 1997م۔ اتحاف السادۃ المتقین، ج 3، ص 150، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الثالثہ 1422ھ۔ 2002م

97۔ بہارِ شریعت، ج 1، حصہ 3، مکروہات کا بیان، ص 85، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

"قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُصَلِّیْ فِیْ خَمِیْصَةٍ ذَاتَ اَعْلَامٍ، فَنَظَرَ اِلٰی عَلَمِهَا، فَلَمَّا قَضٰی صَلٰوتَهٗ، قَالَ اذْهَبُوْا بِهٰذِهِ الْخَمِیْصَةِ اِلٰی اَبِیْ جَهْمِ بْنِ حُذَیْفَةَ وَاْتُوْنِیْ بِاَنْبِجَانِیَّةٍ، فَاِنَّهَا اَلْهَتْنِیْ اٰنِفًا فِیْ صَلٰوتِیْ" (98)

یعنی، ''رسول اللہ ﷺ ایک نقشین چادر اوڑھ کر نماز پڑھنے لگے، نماز میں آپ کی نظر اس کے نقوش پر پڑی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا: یہ چادر ابو جہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤ اور اس کی چادر مجھے لا کر دو، کیونکہ اس چادر نے میری توجہ میں خلل ڈال دیا''۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز کی جگہ میں مصحف (قرآن مجید) اور تلوار وغیرہ کو نہ رہنے دیتے تھے، کوئی کتاب رکھی ہوتی تو اسے بھی ہٹا دیتے اور اگر کچھ لکھا ہوتا تو مٹا دیتے''۔ (تاکہ دورانِ نماز خشوع وخضوع میں فرق نہ پڑے)۔ (99)

آٹھواں ذریعہ:

ایسی جگہ نماز پڑھنے سے بھی حتی الامکان احتیاط کریں کہ جہاں لوگوں کی آمد ورفت زیادہ ہو، کہ ان کے آگے سے گزرتے رہنے سے بھی نماز کے خشوع وخضوع میں فرق پڑتا ہے۔ چنانچہ جب نماز پڑھنے لگیں تو کسی چیز کو سترہ بنانے کے بعد پڑھیں، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ لَّا یَحُوْلَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ قِبْلَتِهٖ

98۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب کراهة الصلوة فی ثوب له اعلام، رقم الحدیث 1141، دار الکتب العلمیه بیروت، الطبعة الاولیٰ 1421ھ۔ 2001م

99۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومهماتها، الباب الثالث، بیان الدواء النافع فی حضور القلب، ص 217، المکتبة التجاریة دار الخیر بیروت

اَحَدٌ فَلْیَفْعَلْ" (100)

یعنی، ''تم میں سے جو اس بات کی استطاعت رکھتا ہے ہو کہ اس کے اور قبلے کے مابین کوئی حائل نہ ہو سکے، تو اسے چاہیے کہ وہ ایسا کرے''۔

اور اگر کوئی ایسی چیز نہ ہو کہ جسے آپ سترہ بنا سکیں، تو ممکن ہونے کی صورت میں کم از کم اپنے سامنے ایک خط ہی کھینچ لیں، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ شَیْئًا فَلْیَنْصِبْ عَصًا، فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ مَّعَهٗ عَصًا فَلْیَخْطُطْ بَیْنَ یَدَیْهِ خَطًّا، ثُمَّ لَا یَضُرُّهٗ مَا مَرَّ اَمَامَهٗ" (101)

یعنی، ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے لگے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے چہرے کی سیدھ میں کوئی شے رکھ لے، چنانچہ اسے چاہیے کہ وہ عصا کھڑا کر کے رکھ لے، پس اگر اس کے پاس عصا نہ ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے آگے ایک خط کھینچ لے؛ پھر جو بھی اس کے سامنے سے گزرے گا تو اسے نقصان دہ نہیں ہے''۔

صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۷۶ھ فرماتے ہیں:

اگر سترہ کے لیے بھی کوئی چیز نہیں ہے، اور اس کے پاس کتاب یا کپڑا موجود ہے تو اسی کو سامنے رکھ لے۔ (102)

100۔ کنز العمال قسم الاقوال، کتاب الصلوة، الباب الثانی، الفصل الاول، الفرع الثالث، السترة، رقم 19197، ج7، ص 141

101۔ کنز العمال قسم الاقوال، کتاب الصلوة، الباب الثانی، الفصل الاول، الفرع الثالث، السترة، رقم 19209، ج7، ص 142

102۔ بہارِ شریعت، ج1، حصہ 3، نماز فاسد کرنے والی چیزوں کا بیان، ص 81، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور

بعض اسلاف نے فرمایا ہے کہ نماز میں چار چیزیں جفا یعنی بُری و ناپسندیدہ ہیں: (۱) (بلاضرورت) دائیں بائیں توجہ کرنا (۲) چہرے کو پونچھنا (جبکہ گرد وغیرہ لگ جائے)، (۳) کنکریوں کو برابر کرنا...اور (۴) یہ کہ تو ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں لوگ تیرے سامنے سے گزر رہے ہوں۔(103)

صدرُالشریعہ محمد امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۷۶ھ فرماتے ہیں:

دورانِ نماز کنکریاں ہٹانا مکروہِ تحریمی ہے، مگر جس وقت کہ پورے طور پر بروجہِ سنّت سجدہ ادا نہ ہوتا ہو تو ایک بار کی اجازت ہے اور بچنا بہتر۔ اور اگر بغیر ہٹائے واجب ادا نہ ہوتا ہو تو ہٹانا واجب ہے اگرچہ ایک بار سے زیادہ کی حاجت پڑے۔(104)

نواں ذریعہ:

اگر نماز میں آنکھیں بند کرنے سے خشوع وخضوع کی کیفیت میں اضافہ ہوتا ہو، تو بند کرکے ورنہ کھول کر پڑھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اِذَاقَامَ اَحَدُکُمْ اِلَی الصَّلَاۃِ فَلَایُغَمِّضْ عَیْنَیْہِ" (105)

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنی آنکھوں کو بند نہ کرے۔

حضرت علامہ سید محمد مرتضی زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ فرماتے ہیں کہ:

صاحبِ **قوت القلوب** اور صاحبِ **عوارف المعارف** نے ذکر کیا ہے کہ

103۔ قوت القلوب، کتاب الصلوۃ، ذکر ھیئات الصلاۃ وآدابھا، ج2، ص188، مرکز اھلسنت برکات رضا، پور بندر گجرات، ھند، الطبعۃ الاولیٰ 1423ھ۔ 2002م

104۔ بہارِ شریعت، ج1، حصہ3، مکروہات کا بیان، ص84، ضیا القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور

105۔ کنزالعمال، قسم الاقوال، کتاب الصلوۃ، الباب الثانی، الفصل الثالث، الفرع الثالث، محظورات متفرقۃ، رقم 20023، ج7، ص208، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ1424ھ۔ 2004م

بے شک دونوں آنکھیں بھی سجدہ کرتی ہیں، چنانچہ انہیں کھولے رکھنا چاہیے۔(106)

ہاں! اگر کسی شخص کو نماز میں آنکھیں کُھلی رکھنے سے توجہ ہٹ جانے کی عادت ہو تو اسے چاہیے کہ وہ نماز میں اپنی آنکھوں کو بند رکھے، چنانچہ حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ:

''جب کوئی شخص اِدھر اُدھر دیکھنے سے صبر نہ کر پائے تو اسے حکم دیا جائے گا کہ وہ اپنی آنکھوں کو بند رکھے''۔(107)

صدرُالشریعہ محمد امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۷۶ھ فرماتے ہیں:

نماز میں آنکھیں بند رکھنا مکروہ ہے، مگر جب کھلی رکھنے میں خشوع نہ ہوتا ہو تو بند کرنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے۔(108)

لیکن حالتِ سجدہ میں اپنی آنکھوں کو بند نہ رکھے کہ حدیث میں اس سے ممانعت وارد ہوئی ہے، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"لَا تُغَمِّضُوْا اَعْیُنَکُمْ فِی السُّجُوْدِ،فَاِنَّهٗ مِنْ فِعْلِ الْیَهُوْدِ" (109)

106۔ اتحاف السادۃ المتقین، ج3، ص135، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الثالثہ1422ھ۔ 2002م

107۔ کنزالعمال فی سنن الاقوال، کتاب الصلاۃ، قسم الافعال، الباب الاول، فصل فی مفسدات الصلاۃ ومکروھاتھا ومندوباتھا، مندوبات الصلاۃ، الحضور، رقم22543، ج8، ص95، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ 1424ھ۔ 2004م

108۔ بہارِ شریعت، ج1، حصہ3، مکروہات کا بیان، ص88

109۔ کنز العمال، قسم الاقوال، کتاب الصلوۃ، الباب الثانی، الفصل الثانی، الفرع الثانی، رقم 19803، ج7، ص189، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ الثانیۃ 1424ھ۔ 2004م

یعنی، ''حالت سجدہ میں اپنی آنکھوں کو بند نہ رکھو کہ یہ یہودیوں کا فعل ہے''۔

دسواں ذریعہ:

ہلکے ہلکے اندھیرے اور تنہائی میں نماز پڑھنے سے بھی خشوع وخضوع میں اضافہ ہوتا ہے۔ بلکہ خاص طور پر تنہائی میں نماز پڑھنے کی فضیلت کے سلسلے میں فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ:

"مَنْ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ فِیْ خَلَأٍ لَایَرَاہُ اِلَّا اللّٰہُ وَالْمَلَائِکَۃُ، کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ" (110)

یعنی، ''جو تنہائی میں دو رکعت اس طرح پڑھے، کہ اللہ عزوجل اور اس کے فرشتوں کے سوا کوئی نہ دیکھے، اس کے لیے جہنم سے برأت (آزادی) لکھ دی جاتی ہے''۔

صدرُالشریعہ محمد امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۷۶ھ فرماتے ہیں:

مسئلہ: اگر اندھیرے میں نماز پڑھیں، تو اس بات کا خیال رہے کہ اندھیرا بہت زیادہ نہ ہو، کیونکہ اتنے سخت اندھیرے میں نماز پڑھنا، کہ جس سے وحشت آتی ہو؛ مکروہ تحریمی ہے۔ (111)

گیارہواں ذریعہ:

سورۂ فاتحہ اور جو سورتیں یا آیتیں بار بار یا اکثر اوقات پڑھتے ہوں، ان کے معانی یاد کرلیں۔ پھر تنہا یا باجماعت نماز پڑھتے ہوئے عربی عبارات کے معانی پر بھی غور کرتے چلے جائیں۔

حصولِ خشوع وخضوع کے اسباب میں سب سے بڑا سبب کلام باری تعالیٰ میں غور وفکر

110۔ کنز العمال، قسم الاقوال، کتاب الصلوۃ، الباب الاول، الفصل الثانی، فضائل الصلاۃ من الاکمال 19015، ج7، ص 125

111۔ بہارشریعت، ج1، حصہ3

کرتا ہے، چنانچہ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ﴾ (112)

ترجمہ: اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو ضرور تُو اسے دیکھتا حالتِ خشوع میں یعنی جھکا ہوا، پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے علماء میں سے ان ایمان لانے والوں کی تعریف وتوصیف اس وصف سے فرمائی ہے کہ وہ اس قرآن کو سنتے وقت خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں، چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِہٖ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا وَّیَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا وَّیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا﴾ (113)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جنہیں اس (قرآن) کے پہلے سے علم ملا، جب ان پر یہ پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑی کے بل سجدہ میں گر جاتے ہیں اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے ربّ کو۔ بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہونا تھا اور ٹھوڑی کے بل گر پڑتے ہیں روتے ہوئے، اور یہ قرآن ان کے خشوع میں اضافہ کرتا ہے۔

اور وہ لوگ جو کلام باری تعالیٰ کی سماعت وتلاوت کے وقت خشوع وخضوع اختیار نہیں کرتے، اللہ عزّ وجلّ نے ان کی مذمت میں ارشاد فرمایا:

﴿اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا یَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ

112۔ الحشر: 21/59

113۔ الاسراء: 109-107/17

عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ﴾ (114)

ترجمہ: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خشوع اختیار کریں، اللہ کی یاد اور اس حق کے لیے جو اُترا، اور ان جیسے نہ ہوں جنہیں پہلے کتاب دی گئی، پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو ان کے دل سخت ہو گئے، اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔

بلکہ اللہ عزوجل نے اپنی یاد سے غافل سخت دل لوگوں کے لیے وعید کے طور پر ارشاد فرمایا:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ (115)

ترجمہ: پس خرابی ہے ان کے لیے جن کے دل اللہ کی یاد کی طرف سے سخت ہو گئے، وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"أَنَّ الْعَبْدَ لَيُصَلِّي الصَّلَاةَ لَا يُكْتَبُ لَهُ سُدُسُهَا وَ لَا عُشْرُهَا وَ إِنَّمَا يُكْتَبُ لِلْعَبْدِ مِنْ صَلَاتِهِ مَا عَقَلَ مِنْهَا" (116)

"بے شک بندہ نماز پڑھتا ہے، لیکن اس کے لیے اس کا چھٹا حصہ بلکہ دسواں حصہ (ثواب) بھی نہیں لکھا جاتا، بندے کے لئے نماز سے وہی کچھ ہوتا ہے، جسے وہ سمجھ کر ادا کرتا ہے"۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ:

ایسی عبادت کا کچھ فائدہ نہیں کہ جسے سمجھا نہ جائے، اور ایسی قراءت

114۔ الحدید: 16/57

115۔ الزمر: 22/39

116۔ مسند امام احمد ج4، ص 321، مرویات عمار بن یاسر

کا بھی کوئی فائدہ نہیں، کہ جس میں غور و فکر اور تدبر نہ ہو۔ (117)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

زاہد کی دو رکعتیں، دنیا میں ڈوبے ہوئے شخص کی ہزار رکعتوں سے بھی افضل ہیں۔ (118)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی بھیجی اور فرمایا:

"اے موسیٰ! جب تمہیں میری یاد آئے، تو مجھے یوں یاد کرو کہ اپنے اعضا کو (خیالِ غیر سے) جھاڑ دو، اور میرے ذکر کے وقت خشوع کرنے والے اور مطمئن ہو جاؤ، جب میرا ذکر کرو تو اپنی زبان کو دل کے پیچھے کر لو"۔ یعنی جو بات کہنا چاہو اس کا مطلب سمجھ کر بولو۔ (119)

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

بندۂ مؤمن کو یہ جاننا چاہیے کہ اس کی تلاوت اس کی زبان کی گویائی ہے اور اس کے معنی اس کے دل کی گویائی ہے۔ جیسے ایک شخص کسی دوسرے شخص سے مخاطب ہوتا ہے تو وہ اس کے ساتھ اپنی زبان میں گفتگو کرتا ہے اور اپنے دلی خیالات کا اظہار کرتا ہے اور جہاں زبان سے بولے بغیر ہی کسی کو مطلب سمجھایا جا سکتا ہو تو وہاں ایسا بھی کیا جاتا ہے۔ لیکن جہاں گفتگو کے بغیر کچھ سمجھانا ناممکن ہوتا ہے تو اس وقت پھر زبان ہی

117۔ احیاء علوم الدین، کتاب آداب تلاوہ القرآن الباب الثالث، ص 374، المکتبۃ التجاریۃ دار الخیر، بیروت

118۔ اتحاف السادۃ المتقین، ج3، ص 181، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الثالثہ 1422ھ۔2002م

119۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ و مہماتہا، الباب الثالث بیان المعانی الباطنۃ التی تتم بہا حیاۃ الصلاۃ ص 216، المکتبۃ التجاریۃ دار الخیر، بیروت

اس کی ترجمانی کا حق ادا کرتی ہے ۔لیکن اگر دل کی موافقت کے بغیر زبان سے کچھ کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت زبان اس کی ترجمان نہیں ہے اور قراءت کرنے والا متکلم نہیں ہے جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ باری تعالیٰ کے حضور اپنی عرض پیش کرے اور نہ ہی اس صورت میں وہ ربِّ کریم کی طرف متوجہ ہو کر اس کی باتیں سمجھتا ہے ۔ بلکہ اس سے ناواقف ہے جو کچھ زبان سے وہ ادا کر رہا ہے بلکہ وہ تو صرف زبان کو حرکت دے رہا ہے حالانکہ تقاضائے حال یہ تھا کہ اس کا کلام اس کے دل سے نکلے یا وہ توجہ سے سنے ۔اہلُ اللہ اور خاصانِ بارگاہِ الٰہی کا ادنیٰ ترین درجہ یہ ہے کہ تلاوت کے وقت ان کا دل ان کی زبان کا ساتھ دے یعنی دل اور زبان دونوں جمع ہوں ۔(120)

حضرت علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ فرماتے ہیں:

تلاوت کے معانی کے فہم کے معاملے میں لوگ تین مختلف درجات پر ہیں:

(۱) ان میں سب سے اعلیٰ طبقے والے لوگ وہ ہیں جو متکلم (ذاتِ باری تعالیٰ) کے کلام اور اس کے کلام میں اس کے اوصاف اور اس کے خطاب کے معانی سے اس کے اخلاق کی پہچان اور مشاہدہ کرتے ہیں یہ مقربین میں سے عارفین کا مقام ہے ۔

(۲) اور ان لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ مشاہدہ فرماتا ہے اور اپنے لطف و کرم سے ان سے سرگوشی فرماتا ہے ،اور اپنے انعام احسان کے ساتھ ان سے خطاب فرماتا ہے پس یہ مقام حیاء و تعظیم ہے اور ایسے لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ توجہ سے سننے والے اور سمجھنے والے ہیں ، یہ مقام اصحابِ یمین میں سے ابرار کے لیے ہے ۔

(۳) اور ان میں سے بعض وہ ہیں کہ جنہیں دیکھا جاتا ہے کہ وہ اپنے ربِّ عزّ وجلّ سے مناجات کر رہے ہیں ، ایسے لوگوں کا مقام سوال و تملّق ہے اور ان کی حالت طلب و تعلّق

120۔ عوارف المعارف، الباب السابع والثلاثون، ص 184

والی ہے اور یہ معرفت چاہنے والوں اور مریدین کے لیے ہے ۔(121)

حجۃ الاسلام امام غزالی متوفی ۵۰۵ھ فرماتے ہیں:

''نماز پڑھنے والا شخص اپنے نفس کو زبردستی اپنی قراءت کے سمجھنے کی طرف متوجہ کرے اور اس کے غیر سے پھیر دے ۔اور اگر وہ نیت کرنے سے پہلے تہیہ کر لے اور وہ نفس کو آخرت کی یاد دلانے کی تجدید کرے گا، اسے مناجات کے لیے کھڑے ہونے لے مقام اور اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کے خطرات اور موت کے بعد والے حالات سے اسے (نفس کو) آگاہ کرے گا تو اس سوچ سے بھی اسے حضورِ قلب پر مدد ملے گی'' ۔(122)

بارھواں ذریعہ:

نماز میں قرآن مجید کی قراءت اور دیگر اذکارِ نماز پڑھتے ہوئے ،قواعدِ تجوید کی رعایت کریں اور حتی الامکان ٹھہر ٹھہر کر خوش آوازی کے ساتھ قراءت کرنے کی کوشش کریں ۔

اللہ عزّ وجلّ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلاً ﴾ (123)

ترجمہ: اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو ۔

حضرت علامہ سید مرتضیٰ زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ فرماتے ہیں:

''قوت القلوب'' میں قرآن کے احزاب کے ذکر میں ہے کہ سب سے

121۔ اتحاف السادۃ المتقین، ج3، ص 243، دار الکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ الثالثہ 1422ھ۔2002م

122۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ و مهماتها، الباب الثالث، بیان الدواء النافع فی حضور القلب، ص 217، المکتبۃ التجاریۃ، دار الخیر، بیروت

123۔ المزمل: 4/73

افضل قراءت ترتیل ہے، اس لیے کہ یہ اَمراور نُدْب (مستحب) کو جامع ہے۔اوراس ترتیل تدبر وتفکر ہوسکتا ہے اورحضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ سورہ بقرہ وآلِ عمران کو ترتیل سے پڑھنااوران میں غوروفکر کرنا، مجھے پورا قرآن جلدی جلدی پڑھنے سے زیادہ محبوب ہے۔(124)

تیرھواں ذریعہ:

ارکانِ نماز یعنی رکوع وسجود وغیرہ کوسکون اوراطمینان کے ساتھ ادا کریں۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا:

"إِنَّمَا الصَّلٰوةُ تَمَسْكُنٌ وَّتَوَاضُعٌ" (125)

یعنی، ''بے شک نماز، سکون اورتواضع کانام ہے''۔

حضرتِ اُمِّ رومان جوحضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں، فرماتی ہیں: حضرتِ ابوبکر صدیق ﷺ نے مجھے نماز میں آگے پیچھے جُھولتے دیکھا،تو انہوں نے مجھے اس قدر سختی کے ساتھ ڈانٹا کہ قریب تھا کہ میری نماز ٹوٹ جاتی۔پھر حضرتِ ابوبکر صدیق ﷺ نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے تمام اَعضاء کو ساکن رکھے اور نماز میں یہود یوں کی طرح آگے پیچھے ہلے نہیں، کیونکہ تمام اعضاء کو ساکن رکھنا نماز کی

124۔ اتحاف السادة المتقین، ج3، ص246، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعة الثالثه 1422ھ۔2002م

125۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومهماتها، الباب الاول، فضیلة الخشوع، ص200، المکتبة التجاریة دارالخیر،بیروت

تکمیل سے ہے''۔(126)

صدرُالشریعہ محمد امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۷۶ھ فرماتے ہیں:

دہنے، بائیں جھومنا مکروہ ہے، اورتراوح یعنی کبھی ایک پاؤں پرزوردیا کبھی دوسرے پر یہ سنت ہے۔(127)

وہ لوگ جو رکوع وسجود میں سکون اوراطمینان اختیار نہیں کرتے، اورمرغ کے ٹھونگے مارنے کی طرح جلدی جلدی ناقص طور پر رکوع وسجود ادا کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کافرمانِ تشویش نشان ہے:......؟

''انسان، ساٹھ برس تک نماز پڑھتا رہتا ہے لیکن اس کی کوئی نماز بارگاہ الٰہی عزوجل میں مقبول نہیں ہوتی، کیونکہ وہ رکوع اور سجود کو پورے طور سے ادا نہیں کرتا ہے''۔(128)

اورگزشتہ صفحات میں ذکرکردہ ایک حدیث پاک میں ایسے لوگوں کو نماز کا چور قرار دیا گیا ہے، نیز ایسے لوگ مِن جُملہ اُن لوگوں میں سے ہیں، جن کے بارے میں ایک مقام پر رسول اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا:

"كَمْ مِّنْ قَائِمٍ حَظُّهُ مِنْ صَلَاتِهِ التَّعَبُ وَالنَّصَبُ" (129)

یعنی، ''کتنے ہی (نماز میں) قیام کرنے والے ایسے ہیں، کہ جنہیں ان کی نماز سے تھکاوٹ اورمشقت کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا''۔

126۔ نوادر الاصول، ج2، ص171، دارالریان التراث القاهره، 1408ھ

127۔ بہارِشریعت، ج1، حصہ3، مکروہات کابیان، ص88، ضیاءالقرآن پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور

128۔ الزواجر عن اقتراف الکبائر، الکبیرة التاسعة والسبعون، ج1، ص262، دارالحدیث، قاهره 1423ھ۔2002م

129۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومهماتها، الباب الثالث، بیان اشتراط الخشوع و حضور القلب، ص ۲۱۲، المکتبة التجاریة دارالخیر، بیروت

نیز آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

"لَایَنْظُرُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلَی الرَّجُلِ لَایُقِیْمُ صُلْبَهٗ بَیْنَ رُکُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ" (130)

یعنی، ''اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت اس شخص کی نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا جو رکوع سجود کے درمیان اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا''۔۔

حضرت حذیفہ بن یمان ؓ نے ایک شخص کو دیکھا، جو نماز پڑھتے ہوئے رکوع وسجود پورے ادا نہیں کر رہا تھا، تو آپ نے اس سے فرمایا:

''تم نے جس طرح (ناقص طور پر) نماز پڑھی ہے، اگر اسی نماز کی حالت میں انتقال کر جاؤ تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے طریقہ پر تمہاری موت واقع نہ ہوگی''!!۔(131)

ایک شخص نے نماز پڑھی اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اور سلام عرض کیا، آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دے کر ارشاد فرمایا: واپس جا! نماز کو دوبارہ پڑھ، کیوں کہ جو نماز تو نے پڑھی' وہ نہ پڑھنے کے برابر ہے۔ اس شخص نے دوبارہ نماز پڑھ کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا، آپ ﷺ نے سلام کا جواب دے کر دوبارہ ارشاد فرمایا: واپس جا! نماز کو دوبارہ پڑھ کیوں کہ جو نماز تو نے پڑھی وہ نہ پڑھنے کے برابر ہے۔ تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا، جب آپ نے تیسری مرتبہ نماز لوٹانے کا کہا، تو اس نے عرض کیا یارسول

130۔ کنز العمال، قسم الاقوال، کتاب الصلوۃ، الباب الثانی، الفصل الثانی، الفرع الاول، رقم 19754، ج7، ص186، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ الثانیۃ 1424ھ۔ 2004م

131۔ کنز العمال فی سنن الاقوال، کتاب الصلاۃ' قسم الافعال، الباب الاول، فصل فی مفسدات الصلاۃ ومکروھاتھا ومندوباتھا، مندوبات الصلاۃ، الحضور، رقم 22537، ج8، ص95، دارالکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ 1424ھ۔ 2004م

اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میری نماز میں کونسا عیب ہے؟ فرمایا: تم میں سے کسی کی نماز نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ کامل وضو کرے، جیسے اللہ نے حکم دیا ہے، وہ اپنا چہرہ اور کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھوئے اور سر کا مسح کرے اور ٹخنوں تک پاؤں دھوئے، پھر اللہ اکبر کہے اور اللہ کی حمد و بزرگی بیان کرے، اور جو اس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پڑھنے کا حکم دیا ہے' وہ نماز میں اتنا پڑھے جتنا اسے آسانی ہو۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے' یہاں تک کہ اس کے اپنے عضو کے تمام جوڑ اپنی جگہ پر آجائیں اور ڈھیلے ہو جائیں۔ پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ اس کے جسم کی ہر ہڈی اپنی جگہ پر آجائے، اور اپنی پشت سیدھی رکھے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائے اور زمین پر ماتھے کو خوب لگائے، یہاں تک کہ اس کے اپنے عضو کے تمام جوڑ اپنی جگہ پر آجائیں اور ڈھیلے ہو جائیں، پھر تکبیر کہہ کر سر کو اٹھائے اور اپنی مقعد پر بیٹھے لیکن پشت سیدھی رکھے اسی طرح نماز ادا کرے، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائے، پھر فرمایا: تم میں سے کسی نماز اس وقت تک نہ ہوگی جب تک کہ اس طرح نہ پڑھے۔(132)

بلکہ نماز کے لئے آتے ہوئے بھی سکون واطمینان کے ساتھ آئیں، چنانچہ یحیٰ بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں مجھے عبداللہ بن ابو قتادہ ؓ نے خبر دی کہ حضرت ابو قتادہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ

"بَیْنَمَانَحْنُ نُصَلِّیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعَ جَلَبَةً، فَقَالَ: مَا شَاْنُکُمْ، قَالُوْا: اِسْتَعْجَلْنَا اِلَی الصَّلٰوةِ، قَالَ: فَلَا تَفْعَلُوْا، اِذَا اَتَیْتُمُ الصَّلٰوةَ فَعَلَیْکُمُ السَّکِیْنَةَ، فَمَا اَدْرَکْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا سَبَقَکُمْ فَاَتِمُّوْا" (133)

132۔ الزواجر عن اقتراف الکبائر، الکبیرۃ التاسعۃ والسبعون، ج۱، ص۲٦٤، دارالحدیث، قاھرہ ١٤٢٣ھ۔ ٢٠٠٢م

133۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم الباب 213، رقم الحدیث 1264، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1421ھ۔ 2001م

یعنی، ہم رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے آپ نے دوڑنے کی آواز سُنی، نماز کے بعد آپ نے پوچھا کیا بات ہے ہوئی؟ انہوں نے عرض کیا ہم نے نماز کے لیے جلدی کی تھی، آپ نے فرمایا اس طرح نہ کیا کرو، جب تم نماز پڑھنے آؤ تو سکون اور وقار کے ساتھ آؤ، جو (رکعات) تمہیں مل جائیں انہیں پڑھ لو اور جو رہ جائیں انہیں بعد میں پورا کرلو۔

چودھواں ذریعہ:

نماز کی سُنن اور اس کے آداب کا خیال رکھتے ہوئے، ارکان نماز کی ادائیگی کی کوشش کریں۔

نماز کے سُنن و آداب اور خشوع و خضوع کی اہمیت واضح کرتے ہوئے حجۃ الاسلام، امام غزالی متوفی ۵۰۵ھ فرماتے ہیں:

''انسان باطنی معنی اور ظاہری اعضاء کے بغیر، کامل وجودِ انسانی نہیں ہوتا۔ باطنی معنی، حیات اور رُوح ہے، اور ظاہر میں اعضاء کے جسم ہیں۔ پھر ان میں سے بعض اعضاء کے باقی نہ رہنے سے انسان بھی ختم ہو جاتا ہے جیسے دل، جگر، دماغ اور ہر وہ عضو جس کے فوت ہونے سے زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ اور بعض اعضاء کے باقی نہ رہنے سے زندگی ختم نہیں ہوتی، لیکن زندگی کے مقاصد فوت ہو جاتے ہیں مثلاً آنکھ، ہاتھ، پاؤں اور زبان۔

اور بعض اعضاء کے ختم ہو جانے سے نہ زندگی ختم ہوتی ہے اور نہ مقاصدِ حیات بلکہ اس سے حُسن میں فرق پڑتا ہے؛ جیسے اَبرو، داڑھی، پلکیں اور اچھا رنگ وغیرہ۔ اور بعض سے حُسن و جمال ختم تو نہیں ہوتا لیکن حُسن کامل نہیں رہتا؛ جیسے ابروؤں کا ٹیڑھا ہونا، داڑھی اور پلکوں کے بالوں کی سیاہی، اعضاء کی خلقت میں تناسب اور رنگ میں سرخی اور سفیدی کا امتزاج۔

تو یہ مختلف درجات ہیں، اسی طرح عبادت بھی ایک صورت و شکل ہے جو شریعت نے

متعین کی ہے اور ہم اس کے ذریعے تعمیلِ حکمِ خداوندی کرتے ہیں۔ اس (نماز) کی روح اور باطنی زندگی خشوع، نیت، دل کی حاضری اور اخلاص ہے..... تو رکوع، سجدہ، قیام اور تمام اَرکانِ نماز، دل، سر اور جگر کی طرح ہیں؛ کیونکہ ان کے فوت ہو جانے سے نماز کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔

اور جن سُنّتوں کا ہم نے ذکر کیا ہے، یعنی ہاتھوں کو اُٹھانا، ثناء پڑھنا، قعدہ اُولیٰ (یہ ہم اَحناف کے نزدیک واجب ہے) یہ ہاتھوں، آنکھوں اور پاؤں کی طرح ہیں؛ ان کے فوت ہونے سے نماز کی صحت اگرچہ ختم نہیں ہوتی 'جیسے ان اعضاء کے نہ ہونے سے زندگی ختم نہیں ہوجاتی لیکن ان اعضاء کے نہ ہونے کی وجہ سے، انسان بدنما ہو جاتا ہے، اور اس میں (کسی کے لیے) دلچسپی نہیں رہ جاتی۔

اسی طرح جو آدمی نماز میں کم درجے والی بات پر ہی اکتفاء کرے گا، وہ اس شخص کی طرح ہے، جو کسی بادشاہ کی خدمت میں ایک زندہ غلام تحفے کے طور پر پیش کرے، لیکن اس (غلام) کے اعضاء کٹے ہوئے ہوں۔

جہاں تک مستحبات کا تعلق ہے تو وہ سنّتوں کے علاوہ ہیں، اور اسبابِ حُسن مثلاً ابروؤں، ڈاڑھی، پلکوں اور اچھے رنگ، کی طرح ہیں۔ نماز کی سنّتوں میں جواز کار ہیں، وہ حسنِ صلوۃ کی تکمیل کا باعث ہیں؛ جیسے پلکوں کا گول ہونا اور ڈاڑھی کی گولائی وغیرہ۔

پس نماز تیرے پاس اللہ تعالیٰ کے قُرب کا ذریعہ ہے، اور ایسا تحفہ ہے جس کے سبب تو تمام بادشاہوں کے بادشاہ عزّ وجلّ کی بارگاہ میں قُرب حاصل کرتا ہے۔ جیسے کوئی شخص جو بادشاہوں کا قُرب حاصل کرنے کی خواہش رکھتا ہے، وہ ان کی بارگاہ میں کوئی غلام (یا کوئی اور بیش قیمت تحفہ) پیش کرتا ہے۔ اور یہ تحفہ (نماز) تُو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے۔ (اور کرم بالائے کرم یہ ہے کہ) پھر بہت بڑی پیشی کے دن (یعنی بروزِ قیامت) تیری طرف لوٹا دیا جائے گا۔ اب تجھے اختیار حاصل ہے کہ اس (نماز) کو اچھی صورت میں پیش کرے یا اچھی

صورت میں پیش نہ کرے۔اگر تُو (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی نماز کو) اچھی صورت میں پیش کرے گا،تو اس میں تیرا ہی فائدہ ہوگا،اور او دوسری صورت میں تو اس میں تیرا ہی نقصان ہے۔

تیرے لیے مناسب نہیں کہ تُو فقہ سے فقط اتنا ہی حاصل کرے کہ تیرے لیے سنّت اور فرض کے درمیان امتیاز قائم ہو جائے،اور سنّت کے اوصاف میں سے تُو صرف اتنی بات سمجھے کہ اس کا چھوڑنا جائز ہے،چنانچہ تُو اسے چھوڑ دے۔یہ تو طبیب کے اس قول کے مشابہ ہو گا کہ آنکھ پھوڑ دینے سے آدمی کا وجود باطل نہیں ہوتا،لیکن وہ اس بات سے خارج ہو جاتا ہے کہ اگر اُسے بادشاہ کی خدمت میں بطورِ تحفہ پیش کیا جائے تو وہ اسے قبول کرے گا۔

اسی طرح سُنن و مستحبات کے مراتب کو بھی سمجھنا چاہیے۔انسان جس نماز کا رکوع اور سجدہ مکمل نہیں کرتا وہی نماز (بروزِ قیامت) اس سے جھگڑا کرے گی اور کہے گی "اللہ تعالیٰ تجھے ضائع کرے جیسے تو نے مجھے ضائع کرکے رکھ دیا"۔(134)

پندرھواں ذریعہ:

نماز میں خشوع وخضوع کے حصول کا ایک مؤثر ذریعہ یہ بھی ہے کہ حالتِ قیام میں نظر سجدے کی جگہ پر،رکوع میں پاؤں کی انگلیوں پر،تسمیع (سمع الله لمن حمده) کہتے وقت سینے کی طرف،سجدے میں ناک کی طرف،قعدہ کی حالت میں گود کی طرف،اور سلام پھیرتے ہوئے اعمال لکھنے والے فرشتوں کراماً کاتبین کی بھی نیت کرتے ہوئے اپنے کندھوں پر نظر رکھیں۔(135)

علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ فرماتے ہیں:

ہمارے اصحاب (احناف) نے اتنا زیادہ بیان کیا کہ رکوع میں اس کا منتہائے نظر اس کے قدموں کی پشت ہو اور سجدہ میں اس کی ناک کا سرا،

134۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ ومهماتها، الباب الثانی، تمییز الفرائض والسنن، ص 1210، لمکتبة التجارية، دارالخیر، بیروت

135۔ حیاتِ اعلیٰ حضرت،ج 1،ص 280،مطبوعہ کتب خانہ حاجی نیاز احمد،بیرون بوہڑ گیٹ،ملتان

اور قعدے میں اپنی گود میں رکھے۔پھر میں نے یہ بات امام بغوی اور متولی علیہما الرحمۃ کے کلام میں بھی دیکھی؛اور یہ سب باتیں خشوع کا مقتضی ہیں۔(136)

نماز میں نظر کہاں ہونی چاہیے؟ اس حوالے سے یہاں پر ایک دلچسپ واقعہ ملاحظہ فرمائیں،چنانچہ خلیفۂ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان،حضرت علامہ ظفر الدین بہاری فرماتے ہیں:اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمان ایک مرتبہ کسی مسجد میں نماز پڑھ کر وظیفہ میں مشغول تھے،کہ ایک صاحب نماز پڑھنے کے لیے تشریف لائے،اور حضور کے قریب ہی نماز پڑھنے لگے۔جب قیام کیا تو دیوارِ مسجد کو تاکتے رہے،جب رکوع میں گئے تو ٹھوڑی اوپر اٹھا کر دیوارِ مسجد کو دیکھتے رہے۔جب نماز سے فارغ ہوئے،اس وقت اعلیٰ حضرت بھی وظیفہ سے فارغ ہو چکے تھے۔اعلیٰ حضرت نے ان کو پاس بلا کر مسئلہ بتایا کہ نماز پڑھنے میں کس کس حالت میں کہاں کہاں نگاہ ہونی چاہیے،اور فرمایا بحالت رکوع پاؤں کی انگلیوں پر نگاہ ہونی چاہیے۔یہ سن کر وہ قابو سے باہر ہو گئے اور کہنے لگے،واہ صاحب!بڑے مولانا بنتے ہیں میرا منہ قبلہ سے پھیرے دیتے ہیں؟ نماز میں قبلہ کی طرف منہ ہونا ضروری ہے۔اعلیٰ حضرت نے ان صاحب کی سمجھ کے مطابق کلام فرمایا،اور دریافت کیا،تو سجدہ میں کیا کیجیے گا؟ پیشانی زمین پر لگانے کے بعد ٹھوڑی زمین پر لگایئے گا؟ یہ چبھتا ہوا فقرہ سن کر بالکل خاموش ہو گئے،اور ان کی سمجھ میں بات آ گئی کہ قبلہ رُو ہونے کے یہ معنی ہیں کہ کہ قیام کے وقت نہ کہ از اول تا آخر قبلہ کی طرف منہ کر کے دیوارِ مسجد کو تاکا کرے۔(137)

سولھواں ذریعہ:

نماز میں بلاضرورت اِدھر اُدھر التفات کرنے سے بچیے کہ یہ چیز بھی نماز خشوع وخضوع

136۔ اتحاف السادة المتقين، ج3، ص135، دار الكتب العلمیه بیروت، الطبعة الثالثه 1422ھ۔2002م

137۔ حیاتِ اعلیٰ حضرت،ج 1،ص 280،مطبوعہ کتب خانہ حاجی نیاز احمد،بیرون بوہڑ گیٹ،ملتان

کے رکاوٹ بنتی ہے، اور اللہ عزّ وجلّ نماز میں ادھر ادھر التفات کو ناپسند فرماتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ:

"عَنِ النَّبِیِّ ﷺ "إِنَّ اللّٰہَ أَمَرَ یَحْیَ بْنَ زَکَرِیَّا عَلَیْہِمَا السَّلَامُ بِخَمْسِ کَلِمَاتٍ اَنْ یَّعْمَلَ بِھِنَّ وَیَأْمُرَ بَنِی إِسْرَائِیْلَ أَنْ یَّعْمَلَ بِھِنَّ، فَذَکَرَ مِنْھَا: وَأَمَرَکُمْ بِالصَّلَاۃِ، فَإِنَّ اللّٰہَ یَنْصَبُ وَجْھَہٗ لِوَجْہِ عَبْدِہٖ مَالَمْ یَلْتَفِتْ، فَإِذَا صَلَّیْتُمْ فَلَا تَلْتَفِتُوْا" (138)

ترجمہ: نبیٔ کریم ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ عزّ وجلّ نے یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو پانچ باتوں کا حکم ارشاد فرمایا کہ وہ ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی حکم دیں کہ وہ ان پر عمل کریں۔ان باتوں میں سے ایک بات یہ تھی کہ وہ انہیں نماز کا حکم دیں۔ پس اللہ بندے کی طرف متوجہ رہتا ہے جب تک کہ وہ اِدھر اُدھر نہ دیکھے، لہٰذا جب تم نماز ادا کرو تو اِدھر اُدھر التفات نہ کیا کرو"۔

نیز اس کے سبب نماز کے ثواب میں بھی کمی ہو جاتی ہے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں:

میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر التفات کرنے کے متعلق سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ھُوَ اخْتِلَاسٌ یَّخْتَلِسُهُ الشَّیْطَانُ مِنْ صَلَاۃِ الْعَبْدِ" (139)

یعنی، "یہ شیطان کا اچکنا ہے اور چھیننا ہے، بندہ کی نماز میں سے اتنا حصہ

138۔ سنن ترمذی، رقم الحدیث 2863، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، 1422ھ۔ 2000م

139۔ الترغیب والترھیب، کتاب الصلوۃ، رقم 710، ج1، ص 251، دار الفکر بیروت 1418ھ۔ 1998م

شیطان اچک لیتا ہے"۔

یعنی حتی الامکان یہ کوشش کرے کہ بلاوجہ اِدھر اُدھر التفات کرنے سے خود کو بچائیں اور اگر کوئی شیطان کے بھلاوے میں آکر کوئی شخص نماز میں بھول جائے، تو اتنا حصہ ثواب کم کر دیا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا قَامَ إِلَی الصَّلَاۃِ فَإِنَّهٗ بَیْنَ یَدِی الرَّحْمٰنِ، فَإِذَا الْتَفَتَ، قَالَ لَهُ الرَّبُّ: إِلٰی مَنْ تَلْتَفِتُ؟ إِلٰی مَنْ هُوَ خَیْرٌ لَّکَ مِنِّی اِبْنَ آدَمَ؟ أَقْبِلْ إِلَیَّ، فَأَنَا خَیْرٌ لَّکَ مِمَّنْ تَلْتَفِتُ إِلَیْهِ"(140)

یعنی، "جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اے ابنِ آدم! کیا وہ تیرے لئے مجھ سے بہتر ہے؟ (جس کی طرف تو دیکھ رہا ہے) میری طرف منہ کر، میں تیرے حق میں بہتر ہوں اس شخص سے جس کی طرف تو نے توجہ کی"۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قَالَا: لَا یَزَالُ اللّٰهُ مُقْبِلاً عَلَی الْعَبْدِ فِی صَلَاتِهٖ مَالَمْ یَلْتَفِتْ فَإِذَا الْتَفَتَ انْصَرَفَ عَنْهُ" (141)

یعنی، "نبیٔ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ بندے کی طرف متوجہ رہتا ہے جب تک بندہ اپنی نماز میں ادھر ادھر التفات نہ کرے۔ پس جب وہ ادھر ادھر التفات کرتا ہے تو اللہ اپنی توجہ اس سے پھیر لیتا ہے"۔

140۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث 4538، دار الکتب العلمیہ بیروت 1421ھ

141۔ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب الالتفات فی الصلاۃ، رقم الباب 165، رقم الحدیث 909، ج1، ص 302، دار ابن حزم، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1418ھ۔ 1997م

شیخ ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''جب بندۂ خدا نماز ادا کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ''میرے اور میرے بندے کے درمیان جو حجاب ہے اس کو اٹھا دو، اور جب وہ نماز میں ادھر اُدھر دیکھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ''اس پردے کو میرے اور اس کے درمیان پھر گرا دو، اور اس کو اس کی پسندیدہ چیز کے لیے (جس کے باعث وہ ادھر اُدھر دیکھ رہا ہے) آزاد چھوڑ دو''۔(142)

حضرت علامہ سید محمد مرتضٰی زبیدی فرماتے ہیں:

ہمارے اصحاب کے نزدیک التفات کی تین قسمیں ہیں (۱) التفاتِ مُفسِد۔ اور وہ سینے کو قبلہ سے پھیرنے سے ہوتا ہے (۲) التفاتِ مکروہ۔ اور یہ چہرے کو (قبلہ سے پھیرنے) سے ہوتا ہے۔۔۔۔اور (۳) التفاتِ غیر مکروہ، اور یہ آنکھ (کے گوشوں سے) بغیر چہرہ پھیرے ملاحظہ کرنا ہے۔(143)

سترھواں ذریعہ:

ذہن کو دنیاوی تفکرات سے آزاد کرکے نماز پڑھیں۔

حجۃ الاسلام محمد غزالی فرماتے ہیں، بعض صالحین کا کہنا ہے کہ:

142۔ عوارف المعارف ،الباب الثامن والثلاثون، ص 190

143۔ اتحاف السادۃ المتقین، ج 3، ص 148، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الثالثہ 1422ھ۔ 2002م۔ یہ اگر ضرورۃً ہو تو جائز وغیر مکروہ ورنہ مکروہ تنزیہی ہے۔ چنانچہ صدرالشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر منہ نہ پھیرے، صرف انکھیوں سے ادھر ادھر بلا حاجت دیکھے تو کراہت تنزیہی ہے اور نادراً کسی غرض صحیح سے ہو تو اصلاً حرج نہیں ہے۔ج 1،حصہ 3،مکروہات کا بیان،ضیاء القرآن پبلی کیشنز،اردو بازار،لاہور

''نماز آخرت سے ہے، پس جب تم نماز میں داخل ہو تو دنیا سے نکل جاؤ''۔(144)

اللہ عزّ وجلّ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ﴾ (145)

ترجمہ: اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ، جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو۔

حجۃ الاسلام امام غزالی فرماتے ہیں:

''کہا گیا ہے کہ (اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ) جب زیادہ دنیاوی فکر کی وجہ سے نشہ کی سی حالت ہو (تب نماز کے قریب نہ جاؤ، جب تک کہ یہ کیفیت دور نہ ہو جائے)۔

حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''اس آیت میں ظاہری معنی مراد ہے، اس میں دنیا کے نشے پر تنبیہہ کی گئی ہے، کیونکہ اس کی وجہ یوں بیان کی ''حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ'' اور کتنے ہی نمازی ایسے ہیں جو اگرچہ شراب نہیں پیتے، لیکن دنیاوی تفکرات کی وجہ سے انہیں یہی معلوم نہیں ہوتا؛ کہ وہ نماز میں کیا کہہ رہے ہیں''؟!۔(146)

144۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ ومهماتها، الباب الثالث ،حکایات واخبار فی صلاۃ الخاشعین ص 228، المکتبۃ التجاریۃ دار الخیر، بیروت

145۔ النساء: 43/4

146۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ ومهماتها، الباب الاول، فضیلۃ الخشوع، ص 200، المکتبۃ التجاریۃ دار الخیر، بیروت

ایک جگہ قرآن مجید ارشاد فرمایا گیا ہے:

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً﴾ (147)

ترجمہ: اور اپنے رب کا نام یاد کرو، اور سب سے جدا ہو کر اسی کے ہور ہو۔

اٹھارہواں ذریعہ:

چونکہ خشوع وخضوع کا اصل مقام دل ہے، اس لیے حتی الامکان ظاہر کے ساتھ ساتھ اپنے قلب وباطن میں بھی خشوع وخضوع کو لازم کرنے کی کوشش کریں۔ ایسا نہ ہو کہ اعضاء میں ظاہری طور پر تو خشوع وخضوع ہو لیکن باطن میں اس کا نام ونشان نہ ہو؛ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلٰى أَجْسَامِكُمْ، وَلَا إِلٰى صُوَرِكُمْ، وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ إِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ" (148)

یعنی، "بے شک اللہ تمہارے جسموں اور صورتوں کو نہیں دیکھتا، بلکہ وہ تو تمہارے دلوں اور اعمال کی طرف نظر فرماتا ہے"۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ خُشُوْعِ النِّفَاقِ، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! وَ مَا خُشُوْعُ النِّفَاقِ؟ قَالَ: خُشُوْعُ الْبَدَنِ وَنِفَاقُ الْقَلْبِ" (149)

147۔ المزمل: 8/73

148۔ ریاض الصالحین، باب الاخلاص، رقم الحدیث 7، ص 22، قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی

149۔ کنز العمال فی سنن الاقوال، کتاب الصلاۃ قسم الافعال، الباب الاول، فصل فی مفسدات الصلاۃ و مکروھاتھا و مندوباتھا، مندوبات الصلاۃ، مکروھات متفرقۃ، رقم 22520، ج8، ص 93، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ، 1424ھ۔ 2004م

یعنی، "نفاق کے خشوع سے اللہ کی پناہ طلب کرو، صحابۂ کرام نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! نفاق کا خشوع کیسا ہوتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: بدن میں خشوع ہوتا ہے اور دل میں نفاق ہوتا ہے"۔

اسی مفہوم کا ایک قول حضرت عمر فاروق اعظم ؓ سے بھی مروی ہے کہ آپ نے دیکھا کہ ایک شخص گردن جھکا کر نماز پڑھ رہا ہے، حضرت عمر فاروق اعظم ؓ نے ارشاد فرمایا:

اے گردن والے اپنی گردن اوپر اٹھاؤ خشوع گردنوں میں نہیں ہوتا، خشوع دل میں ہوتا ہے"۔(150)

حضرت ابو درداء ؓ نے ارشاد فرمایا:

"نفاق کے خشوع سے اللہ کی پناہ طلب کیا کرو، ان سے پوچھا گیا نفاق کا خشوع کس طرح ہوتا ہے؟ انہوں نے ارشاد فرمایا: جسم (بظاہر) خوف خدا عزوجل میں کانپ رہا ہو اور دل میں خوف خدا نہ ہو"۔(151)

حجۃ الاسلام امام غزالی فرماتے ہیں:

"تم اپنے دل پر خشوع وخضوع کو لازم کرلو، کیونکہ خشوع وخضوع کے نتیجے میں ہی آدمی ظاہری اور باطنی (دنیاوی) توجہ سے بچ سکتا ہے، اور جب باطن میں خشوع پیدا ہوگا، تو ظاہری طور پر بھی خشوع وخضوع آئے گا"۔

رسول اکرم ﷺ نے ایک نمازی کو دوران نماز، اپنی داڑھی سے کھیلتے دیکھا، تو فرمایا:

"لَوْ خَشَعَ قَلْبُهُ لَخَشَعَتْ جَوَارِحُهُ" (152)

150۔ مدارج السالکین ج1، ص 559، دار الکتب العلمیہ، بیروت 1405ھ

151۔ کتاب الزھد، امام احمد، ص ١٨٢، مکتبہ دار الباز، سعودی عرب 1414ھ

152۔ الرسالۃ القشیریۃ باب الخشوع والتواضع، ص 182، دار الکتب العلمیہ، بیروت 1418ھ 1998م

یعنی، ''اگر اس شخص کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء میں بھی خشوع ہوتا''۔

کیونکہ رعایا تو حکمران کے حکم پر چلتی ہے، اسی لئے حدیث پاک میں دعا آئی ہے:

''اے اللہ عزوجل! حاکم اور اس کی رعایا، دونوں کو درست فرمادے''
حاکم سے مراد دل اور رعایا سے جسمانی اعضاء ہیں''۔(153)

حضرت علامہ سید مرتضی زبیدی فرماتے ہیں:

دل راعی ونگہبان ہے اور اعضاء اس کی رعیت ہیں پس جب راعی صالح ہوجائے تو رعیت بھی صالح ہوجاتی ہے اور یہ معنی اگرچہ عجیب وغیر مانوس ہے لیکن اس کے موافق یہ حدیث ہے:

"أَلاَ! إِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً، إِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، إِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلاَ! وَ هِيَ الْقَلْبُ " (154)

یعنی، ''بے شک جسم میں گوشت کا ایک ایسا لوتھڑا ہے کہ اگر وہ سدھر گیا تو پورا بدن سدھر جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے، سنو! وہ دل ہے''۔

اور اس لیے بھی کہ اللہ تعالی نے اجساد وارواح کے مابین رابطۂ ربانیہ اور روحانی علاقہ رکھا ہے۔پس ان میں سے ہر ایک اپنے صاحب سے اور اس کا اثر قبول کرتا ہے، چنانچہ جب دل خشوع پذیر ہوتا ہے تو اس کا اثر اعضاء میں بھی ہوتا ہے اور اعضاء بھی خشوع پذیر ہوجاتے ہیں، روح صفاء ہوجاتی ہے اور نفس کا تزکیہ ہوجاتا ہے اور جب دل طاعت میں مخلص ہوجاتا

153۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ ومھماتھا، الباب الثالث ،بیان تفضیل ماینبغی ان یحضرفی القلب ص 224، المکتبۃ التجاریۃ دارالخیر،بیروت

154۔ بخاری، رقم 52، مسلم، رقم 4070

ہے تو اعضاء کو اپنے مصالح میں استعمال کرتا ہے۔(155)

حجۃ الاسلام امام غزالی فرماتے ہیں:

(نماز میں) دل کی حاضری سے مراد یہ کہ نمازی نے جس سے تعلق قائم کر رکھا ہے اور اس سے ہم کلام ہے، اس کے غیر سے دل کو فارغ کر دے۔یعنی دل کو قول وفعل دونوں کا علم ہو، اور ان دو باتوں کے علاوہ کی طرف اس کی فکر نہ دوڑے۔اور جب اس عمل کے غیر سے فکر ہٹ جائے گی اور اس عمل کی یاد ہی باقی ہوگی اور اس عمل کی کسی بات سے غفلت نہ ہوگی، تو دل کی حاضری حاصل ہوجائے گی''۔(156)

انیسواں ذریعہ:

ظاہری طہارت کے ساتھ ساتھ دل کی طہارت وپاکیزگی بھی خشوع وخضوع کے لیے لازمی ہے، چنانچہ حضرت علامہ سید مرتضی زبیدی فرماتے ہیں:

طہارت دو قسموں پر ہے صغریٰ، کبریٰ۔پس طہارتِ صغریٰ کے متعلق تین چیزیں ہیں جگہ، کپڑے اور بدن۔اور ان سے حدث اور ناپاکی دُور کی جائے گی۔اور کبریٰ کے متعلق دل ہے، اور اس سے بُری صفات دُور کی جائیں گی۔پہلی قسم میں ناپاکی کو زائل کرنے والی چیز پانی ہے اور دوسری قسم میں توبہ۔پھر یہ بات بھی ہے کہ پہلی قسم فقہاء کا حصہ ہے چنانچہ وہ اس سے اپنی نظروں کو متجاوز نہیں کرسکتے، کیونکہ وہ دلوں کو چیر نہیں سکتے اور دوسری قسم خاشعین یعنی خشوع وخضوع کرنے

155۔ اتحاف السادۃ المتقین، ج3،ص 147، دارالکتب العلمیہ،بیروت،الطبعۃ الثالثۃ 1422ھ۔2002م

156۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ ومھماتھا، الباب الثالث ،بیان المعانی الباطنۃ التی تتم بھا حیاۃ الصلاۃ ص 214، المکتبۃ التجاریۃ دارالخیر،بیروت

والوں کا حصہ ہے''۔(157)

بیسواں ذریعہ:

دل پر وارد ہونے والے خیالات کی پہچان کے بعد دورانِ نماز نامناسب خیالات سے اپنے آپ کو بچائیں۔

حضرت علامہ سید مرتضیٰ زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ فرماتے ہیں:

جان لو کہ بے شک جو دلی خطرات نماز پڑھتے ہوئے نمازی کے دل پر وارد ہوتے ہیں، ان کی چند اقسام ہیں:

(۱) بعض اوقات کسی اچھی بات کا خیال دل میں گزرتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ اسے جلدی بجالائے، یہ خیال اللہ کے نزدیک تمام اشیاء میں سے محبوب ترین ہے۔

(۲) کبھی مکروہ ومبغوض امر کا خیال دل میں آتا ہے، اسے چاہیے کہ اس سے اجتناب کرے کیونکہ یہ وہ چیز ہے جو اسے اللہ کے قُرب سے دُور کردے گی۔

(۳) بعض دفعہ خوش کن یا غم میں ڈالنے والی (دنیاوی) چیزیں جو ماضی میں ہوئیں یا ابھی مستقبل میں آئیں گی، کا خیال دل میں گزرتا رہتا ہے۔ یہ دشمن شیطان کی طرف سے وسوسہ ہے، چنانچہ اس سے بھی احتراز کرے۔

(۴) یونہی امرِ معاش، حالات کا اُتار چڑھاؤ اور مباح اُمور کی تدبیریں دل میں آتی رہتی ہیں، تو یہ نفس کی طرف سے ہے اور یہ بھی اس صورت میں ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے، اور یہ اللہ کی بارگاہ سے حجاب اور اعراض کی علامت ہے، پس جب نمازی اپنی نماز میں ان احوال میں مبتلاء ہوجائے تو وہ چاکنا وخبردار ہوجائے۔ چنانچہ اس پر لازم ہے کہ وہ انہیں دُور کرنے کی کوشش کرے، اور اپنی عقل کو اس کی طرف متوجہ نہ کرے کہ وہ خیال دل میں غلبہ پاسکتا ہے (اور یوں نماز کی طرف سے اس کی توجہ ہٹ سکتی ہے، اگر کوشش کے باوجود کسی

157۔ اتحاف السادۃ المتقین، ج 3، ص 219، دارالکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الثالثہ 1422ھ۔ 2002م

چیز کا خیال دل میں آجائے تو) اس خیال کو طویل نہ ہونے دے کہ یہ طوالتِ خیال اسے ذکر و بیداری سے جہالت وغفلت کی وادی میں پھینک سکتی ہے۔ اور ہر وہ عمل جو ممنوع ہو اس میں ہمت لگادینا بھی ممنوع ہوتا ہے اور اس سے دُور رہنا فرض ہے، ہر عملِ مباح میں ہمت لگا دینا مباح ہے اور اس سے دُوری افضل ہے۔

ایسے اچھے کام جنہیں آئندہ کرنے کا خیال اس کے دل میں پیدا ہو تو اسے چاہیے کہ فی الوقت ان کی نیت کرلے اور نماز میں مشغول رہے۔ اور ان کاموں کی تدبیر میں مشغول نہ ہو کہ وہ کیسے ہوں گے؟ یا کب ہوں گے؟ اور وہ انہیں کہاں کرے گا؟ وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ اگر انہیں خیالوں میں رہے گا تو آئندہ کیے جانے والے کاموں کے چکر میں موجودہ خوش بختی کو فوت کر بیٹھے گا۔ اور یہ اس کے دشمن یعنی شیطان کی طرف سے چوری اور اس سے شیطان کی دھوکہ بازی ہے۔ پس اگر یہ نمازی فکر کے پیچ وخم سے بچنے کے لیے اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے اور اپنے دشمن شیطان کی طرف سے، اپنے دل میں پیدا ہونے والے وسوسوں کے قطع کرنے میں مقاتلہ کرتا ہے تو یہ اللہ عزوجل کی راہ کا مجاہد اور اس کے دشمنوں سے مقاتلہ کرنے والا ہے اور اس کے لیے دو اجر ہیں۔ ایک تو اللہ کی ذاتِ کریم کا تقرب حاصل کرنے لیے نماز ادا کرنے کا ثواب اور دوسرا اس ذات کریم کے دشمن سے جنگ کرنے کا اجر۔ پس یہ دِلی خطرات کا حکم تھا (جو بیان ہو چکا)۔(158)

اکیسواں ذریعہ:

ہر نماز کو زندگی کی آخری نماز تصوّر کرکے پڑھیں۔

رسولِ اکرم ﷺ نے اس شخص سے جس نے آپ سے وصیت طلب کی تھی، ارشاد فرمایا:

"وَاِذَا صَلَّیْتَ فَصَلِّ صَلَاۃَ مُوَدِّعٍ" (159)

158۔ اتحاف السادۃ المتقین، ج 3، ص 236-237، دارالکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الثالثہ 1422ھ۔ 2002م

159۔ مسند امام احمد، رقم الحدیث 23498، مرویات أبی أیوب انصاری، دار الفکر، بیروت

یعنی، ''جب تم نماز پڑھو تو الوداع کہنے والے کی طرح نماز پڑھو''۔

یعنی اس طرح نماز ادا کرو جیسے کوئی شخص اپنی زندگی، اہل وعیال اور مال ومنال کو چھوڑ کر اپنے مالک ومولیٰ عزّ وجلّ کی جانب سفر اختیار کرنے والا ہو۔

حضرت علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ فرماتے ہیں:

حضرت معاذ بن جبل ؓ نے اپنے بیٹے سے ارشاد فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! جب تم نماز ادا کرو تو الوداع کہنے والے کی طرح نماز ادا کرو، تمہیں یہ گمان نہ ہو تم پھر کبھی نماز کی طرف لوٹ سکو گے، اور اے میرے پیارے بیٹے! یاد رکھو کہ بے شک بندۂ مؤمن دو اچھائیوں کے درمیان ہو کر دنیا سے جاتا ہے ایک اچھائی کو وہ مقدم کر چکا ہے اور ایک اچھائی کو اس نے مؤخر کر رکھا ہے۔ (160)

بائیسواں ذریعہ:

اپنی زندگی کو گناہوں کی آلودگی سے پاک رکھنے کی کوشش کریں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا﴾ (161)

ترجمہ: پس جو اپنے رب سے ملنے کی امید رکھے، اسے چاہیے کہ نیک کام کرے۔

تفسیر نعیمی میں ہے:

''جو مومن تجلّیاتِ جمال سے اللہ عزّ وجلّ کا ایسا قُرب نورانی اور وصلِ روحانی چاہتا ہے، کہ مثل ''قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی'' ہو جائے تو فناءِ

160۔ اتحاف السادۃ المتقین، ج3، ص259، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الثالثہ 1422ھ۔ 2002م

161۔ الکھف: 61/18

نفسِ امارہ اور خصائلِ رذیلہ (برے اقوال وافعال) کو ختم کر کے اعمالِ صالحہ شروع کرے، کیونکہ رذائلِ نفس، اعمالِ صالحہ کو بگاڑ دیتے ہیں۔ ہر عمل فناءِ نفسِ امارہ کے بعد ہی اچھا، صالح اور قابلِ قبول بنتا ہے۔ (162)

مذکورہ بالا آیت کی دوسری طرح سے ذکر کردہ تفسیر میں ہے:

''جو بندۂ مومن اپنے رب عزّ وجلّ سے ملنے، قریب ہونے، مقربِ بارگاہ ہونے کی تمنا کرتا ہے، تو اس کو چاہیے کہ عالَمِ ذوق وشوق میں، گوشۂ خلوت وجلوت میں، حالتِ عُسرت ویسرت (تنگی وآسانی) میں، طریقتِ احمدی وشریعتِ محمدی ﷺ کے مطابق اچھے اعمال کرے''۔ (163)

ایک بزرگ فرماتے ہیں:

نماز پڑھنے والا چار چیزوں کا محتاج ہوتا ہے (۱) نفس کی فناء (۲) طبع کا خاتمہ (۳) باطن کی صفائی، اور (۴) مشاہدۂ کمال۔ (164)

اس پُر فتن دور میں باعمل وباکردار مسلمان بننے کے لئے اچھی صحبت بہت ضروری ہے۔ اور اچھے دوستوں کی نیک صحبت کا میسر ہو جانا، اللہ عزّ وجلّ کا فضلِ عظیم ہے۔

چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ أَرَادَ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا رَزَقَهُ اللّٰهُ خَلِيْلًا صَالِحًا إِنْ نَسِيَ ذَكَّرَهٗ وَإِنْ ذَكَرَ أَعَانَهٗ" (165)

162۔ تفسیر نعیمی، ج16، ص108، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور

163۔ ایضاً: ج16، ص112

164۔ کشف المحجوب (مترجم) ص439، اکبر بک سیلرز، اردو بازار، لاہور

165۔ سنن ابی داؤد، ج2، ص51، کتاب الخراج، دار ابن حزم، بیروت

یعنی، ''اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اسے اچھے دوست عطا کر دیتا ہے، اگر یہ بھول جائے تو وہ یاد دلا دیتا ہے، اور اگر اِسے یاد ہو تو اُس کی مدد کرتا ہے''۔

لیکن کسی کو اپنا دینی دوست بنانے سے قبل اس کے دینی اخلاق وآداب کے بارے میں حتّی الِامکان درست معلومات ضرور حاصل کرلیں، کیونکہ جس طرح اچھا دینی دوست دنیا وآخرت کے معاملات میں فلاح وکامیابی کے حصول کے سلسلے میں معاون ثابت ہوتا ہے، اسی طرح غلط انتخاب اور ناقص معلومات کی بناء پر بُرے دوست کی ہمنشینی آپ کو دنیا وآخرت کے خسارے میں گرفتار کرواسکتی ہے۔

اسی بناء پر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ أَخِیْهِ فَلْیَنْظُرْ أَحَدُکُمْ مَنْ یُخَالِلُ'' (166)

ترجمہ: ''انسان اپنے بھائی (دوست) کے طریقے پر ہوتا ہے، تو اسے دیکھنا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کرتا ہے''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیاروں کے نمازوں میں خشوع وخضوع کے صدقے ہماری نمازوں میں خشوع وخضوع عطا فرمائے۔ آمین

166۔ المسند لامام احمد بن حنبل، مسند ابی هریره، رقم الحدیث 8024، ج۳، ص 168، دار الفکر، بیروت، الطبعة الاولیٰ 1412ھ۔1992م